الابحاث السنیہ

عن

المقالۃ المرضیہ

ضلع ٹپنہ کے مولوی عبد البر مرحوم نے اپنے رسالہ مقالہ مرضیہ مین یہ دعوے کیا ہی کہ ایک بکری کی قربانی مین صاحب خانہ اور اُسکے گھر کے تمام لوگ اگرچہ تعداد مین ایک سو ہون شریک ہو سکتے ہین اسی دعوے کے رد مین یہ رسالہ ابحاث سنیہ لکھا گیا ہی اور یہ ثابت کیا گیا ہی کہ ایک بکری کی قربانی صرف ایک شخص کیطرف سے درست ہی اور مولوی عبد البر کے استدلالات کے جو جوابات دئے گئے ہین اُمید ہی کہ ناظرین اُنکو پسند فرماوینگے اور اُنسے فائدہ اُٹھاوینگے ۵

مؤلفہ

خاکسار محمد علی ابو المکارم ۔ از مئو ناتھ بھنجن (اعظم گڈھ)

باہتمام محمد شمس الدین ابن جناب منشی محمد فخر الدین صاحب تاجر کتب و مالک مطبع فخر المطابع لکھنؤ

در مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ بلوچ پورہ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد واضح ہو کہ مولوی عبد البر مرحوم کے رسالہ مقالہ مرضیہ کو شایع ہوے بہت دن ہو گئے اور ہماری نظر سے جس وقت یہ رسالہ گذرا تھا اسی وقت ہم نے چاہا تھا کہ اسکا جواب لکھکر شایع کردین مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسوقت یہ کام نہو سکا فی الحال چونکہ رسالہ مذکورہ کا چرچا زیادہ سُنا گیا لہذا آج ہم اُس کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین لیکن قبل اس کے کہ ہم مؤلف مرحوم کے رسالہ پر بحث شروع کرین ہم چند مقدمات مین ضروری باتونکو پیش کرتے ہین تا مؤلف مرحوم کے رسالہ پر بحث کرنے مین آسانی ہو اور نیز ناظرین کو فہم مباحث مین سہولت ہو اور انھین ناظرین کے لحاظ سے رسالہ کا جواب بجائے فارسی کے اُردو مین لکھا جاتا ہے کیونکہ مؤلف کا رسالہ فارسی مین ہے واللہ الموفق۔

(پہلا مقدمہ)

اُس بات کی تحقیق مین کہ اضحیہ کیا چیز ہے اور اسکی ابتدا کب سے ہے اور مقام ابتدا اور تاریخ ذبح کیا ہے۔ پس واضح ہو کہ اضحیہ ایک قربت ہے جسطرح عقیقہ ایک قربت ہے اور اسکی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے لقولہ تعالیٰ وفدیناہ بذبح عظیم اور نیز حدیث مین بھی یہ مذکور ہے کہ صحابہ رضؓ نے آپ سے پوچھا ما ہذہ الاضاحی یا رسول اللہ آپنے فرمایا سنۃ ابیکم ابراہیم اور مقام ابتدا مقام منیٰ ہے اور تاریخ ذبح دسوین ذی الحجہ ہے یہ تمام امور متفق علیہا ہین لہذا تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

دوسرا مقدمہ

اس بات کی تحقیق مین کہ ہدی کیا چیز ہے سو واضح ہو کہ ہدی وہی اضحیہ ہے جو سنت ابراہیمی کے ساتھ مشہور ہے ہدی مثل عقیقہ کے اضحیہ سے جدا نہین اضحیہ کے جانور چونکہ خانہ کعبہ کو بھیجے جاتے تھے لہذا وہ جانور ہدی کے ساتھ موسوم ہو گئے الہدی ما یہدی الی البیت اور چونکہ ہدی بھی ایک اضحیہ ہی ہے اگرچہ وہ ایک خاص قسم کا اضحیہ ہے لہذا روایات حدیثیہ مین ہدی کا اطلاق اضحیہ پر اور اضحیہ کا اطلاق ہدی پر بکثرت آیا ہے اور اسیوجہ سے محدثین کتاب الہدایا مین احادیث اضحیہ کو اور کتاب الضحایا مین احادیث ہدی کو نقل فرماتے ہین اور اسی وجہ سے

ادخار لحوم ضحایا فوق ثلث کی ممانعت لحوم ہدایا کو بھی شامل تھی کما لا یخفی علی من طالع کتب الحدیث۔
اور اسیوجہ سے ہدی اور اضحیہ کے ذبح کی تاریخ ایک ہے اس کے علاوہ اگر ہدی اضحیہ سے الگ کیا جاوے تو لازم
آویگا کہ اُجرت جزار لحم اضحیہ سے اضحیہ مین درست ہو کیونکہ اُجرت جزار کی ممانعت لحم ہدی سے روایت ہدی مین ہی
علی ہذا القیاس عیوب اضحیہ جو احادیث مین مذکور ہین وہ روایات اضحیہ مین ہین پس لازم آوے گا کہ ہدے
مین اُن عیوب سے پرہیز کی ضرورت نہین ہے ان کے علاوہ اور بھی مثالین ہین جنکے ذکر کی چندان ضرورت
نہین ہے یہی دو مثالین منصفین کے لیے کافی ہین۔ ہان اشعار و تقلید ہدی کے ساتھ مختص ہین لیکن محض اسوجہ سے
ہدی اضحیہ سے خارج نہین ہو سکتا بہرکیف ہدی اضحیہ سے الگ نہین اور دونون مین عام خاص مطلق کی نسبت
ہے یعنے ہر ہدی اضحیہ ہے اور ہر اضحیہ ہدی نہین علامہ ابن تیمیہ رح کتاب المناسک صفحہ مین لکھتے ہین وکلما
ذبح بمنی وقد سبق من الحل الے الحرم فانہ ہدی سواء کان من الابل او البقر او الغنم ویسمی ایضا اضحیۃ بخلاف
ما ذبح یوم النحر بالحل فانہ اضحیۃ ولیس بہدی ولیس بمنی ما ہو اضحیۃ ولیس بہدی کما فی سائر الامصار فاذا اشتری
الہدی من عرفات وساقہ الے منی فہو ہدی باتفاق العلماء وکذلک ان اشتری من الحرم فذہب بہ الی التنعیم و
اما اذا اشتری الہدی من منی وذبحہ فیہا ففیہ نزاع فمذہب مالک انہ لیس بہدی وہو منقول عن ابن عمر ومذہب
الثلاثۃ انہ ہدی وہو منقول عن عائشہ رضی اللہ عنہا الخ اور نظیر اسکا لفظ نحر اور لفظ ذبح ہے نحر وہی ذبح ہے اگرچہ نحر ایک
خاص قسم کا ذبح ہے لیکن چونکہ دونون باعتبار شے کے ایک ہین لہذا نحر کا اطلاق ذبح پر اور ذبح کا اطلاق نحر پر
روایات حدیثیہ مین بکثرت آیا ہے پس ان دونون مین بھی وہی نسبت عام خاص مطلق کی ہے یعنے ہر نحر ذبح ہے
اور ہر ذبح نحر نہین ۔

(تیسرا مقدمہ)

اس بات کی تحقیق مین کہ اضحیہ کے جانور کیا ہین سو اضحیہ کے جانور ابل بقر غنم ہین ان کے سوا روایات
صحیحہ سے پتہ نہین چلتا حافظ ابن حجر درایہ مین صفحہ ۳۲۳ لکھتے ہین (قولہ لم ینقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن صحابہ
التضحیۃ بغیر الابل والبقر والغنم) ہو کما قال فاما الابل ففی مسلم حدیث جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحر یوم النحر بیدہ ثلاثا
وستین بدنۃ واما البقر ففی الصحیحین عن جابر وعائشہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عن نسائہ بالبقر واما الغنم ففی الصحیحین عن
انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین الخ

سلہ اضحیہ ابل کے ثبوت مین جو حافظ ابن حجر نے روایت جابر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ
ابن حجر کے نزدیک اضحیہ کا قیاس ہدی پر فاسد الاعتبار نہین ہے جیسا کہ علامہ شوکانی کا زعم ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

(چوتھا مقدمہ)

اس بات کی تحقیق میں فی کس اضحیہ کا نصاب کیا ہے سو اسکا نصاب کم سے کم فی کس ایک شاۃ ہے صحیح بخاری میں (صہ ۸۳۲ ج ۲)
عقبہ بن عامر رضؓ سے یہ مروی ہے قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ ضحایا فصارت لعقبۃ جذعۃ فقلت یا رسول اللہ صارت
لی جذعۃ قال ضح بہا عقبہ بن عامر رضؓ کے قول فصارت لی جذعۃ سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کے سوا دیگر صحابہ رضؓ
کو ایک ایک شاۃ مسنہ بغیر شرکت احدی عطا فرمایا ہے کیونکہ اُن شاۃ کو اگر شرکت کے طور پر دیا ہوتا تو کسی کی شاۃ میں
عقبہ بن عامر رضؓ کو بھی شریک کر دیتے اور جذعہ کے لئے اُنکو حکم نہ فرماتے اور جب آپ نے ایسا نہیں کیا تو اس سے صاف
واضح ہو گیا کہ جن لوگوں کو آپ نے بکریاں عطا فرمائیں وہ فی کس ایک تھی و لہذا حافظ ابن حجر فتح الباری میں تحت حدیث
عقبہ رضؓ یہ لکھتے ہیں واستدل بہ علی اجزاء الاضحیۃ بالشاۃ الواحدۃ وکان المصنف اراد ایراد حدیث عقبۃ فی ہذہ الترجمۃ
وہی ضحیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین الاستدلال علی ان ذلک لیس علی الوجوب بل علی الاختیار فمن ذبح واحدۃ
اجزأت عنہ ومن زاد فہو خیر والافضل الاتباع فی الاضحیۃ بکبشین الخ اور نیز صحیح بخاری میں حضرت انس رضؓ کی روایت
میں ہے ثم انکفأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کبشین فذبحہما وقام الناس الی غنیمۃ فتوزعوہا او قال فتجزعوہا الخ
حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں ای اقتسموہا حصصا ولیس المراد انہم اقتسموہا
بعد الذبح فاخذ کل واحد قطعۃ من اللحم وانما المراد اخذ حصتہ من الغنم والقطعۃ تطلق علی الحصۃ من کل شیء الخ
یہ بھی واضح رہے کہ مسند امام احمدؒ کی ایک روایت سے شاۃ واحدہ میں دو تین آدمیوں تک کی شرکت معلوم
ہوتی ہے چنانچہ وہ روایت مسند احمد میں یوں منقول ہے حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا ہوذۃ
بن خلیفۃ ثنا عبداللہ بن عون عن محمد بن سیرین عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن ابی بکرۃ قال لما کان ذلک الیوم رکب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناقتہ ثم وقف فقال اتدرون ای یوم ہذا فذکر معنی حدیث ابن عون وقال فیہ فلیبلغ الشاہد
الغائب مرتین فرب مبلغ ہو اوعی من مبلغ مثلہ ثم مال علی ناقتہ الی غنمات فجعل یقسمہن بین الرجلین الشاۃ
والثلاثۃ الشاۃ الخ لیکن صحیح مسلم میں یزید بن زریع نے جو عبداللہ بن عون سے روایت کیا ہے اُس میں یہ
تفصیل مذکور نہیں ہے لفظ صحیح مسلم کا یہ ہے ثم انکفأ الی کبشین املحین فذبحہما والی جذیعۃ من الغنم فقسمہا بیننا
اس کے علاوہ ہوذہ بن خلیفہ اس درجہ کے نہیں کہ اُن کی یہ تفصیل قابل قبول ہو علامہ ذہبی میزان الاعتدال
میں لکھتے ہیں قال احمد ما کان اصلح حدیثہ وقال ارجو ان یکون صدوقا وقال ابن معین ضعیف وقال مرۃ لیس
بالمحمود وقال النسائی لیس بہ باس وقال ابوحاتم صدوق الخ اور خلاصہ (صہ ۴۱۳) کی حاشیہ پر تہذیب سے یہ منقول ہے
وقال احمد بن ابی خیثمۃ سمعت یحیی بن معین یقول ہوذۃ لم یکن بالمحمود قیل لم قال لم یات احد بہذہ الاحادیث کما جاء
بہا وکان اطروشا ایضا وقال ابوحاتم صدوق الخ ان نقول سے واضح ہوتا ہے کہ ہوذہ درجہ احتجاج سے نازل ہیں
لہذا انکا یہ تفرد حجت نہیں ہو سکتا ہے۔
یہ بھی واضح رہے کہ یہ واقعہ ذبح و تقسیم کا ابوبکرہ رضؓ کی روایت کا نہیں ہے بلکہ حضرت انس رضؓ کی روایت کا ہے

جو اوپر صحیح بخاری سے منقول ہوچکا ہے یہ ابن عون کا وہم ہے امام نووی شرح مسلم صفحہ ۶۱ ج ۲ مین لکھتے ہین قال القاضی قال الدارقطنی قولہ ثم انکفا الی آخر الحدیث وہم من ابن عون فیما قیل وانما رواہ ابن سیرین عن انس رض فادرجہ ابن عون ہہنا فی ہذا الحدیث فرواہ عن ابن سیرین عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال القاضی وقد روی البخاری ہذا الحدیث عن ابن عون فلم یذکر فیہ ہذا الکلام فلعلہ ترکہ عمدا وقد رواہ ایوب وقرۃ عن ابن سیرین فی کتاب مسلم فی ہذا الباب ولم یذکروا فیہ ہذہ الزیادۃ - قال القاضی والاشبہ ان ہذہ الزیادۃ انما ہی فی حدیث آخر فی خطبۃ عید الاضحی فوہم فیہا الراوی فذکرہا مضمومۃ فی خطبۃ الحجۃ وہما حدیثان ضم احدہما الی الآخر وقد ذکر مسلم ہذا بعد ہذا فی کتاب الضحایا من حدیث ایوب وہشام عن ابن سیرین عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلے ثم خطب فامر من کان ذبح قبل الصلوۃ ان یعید ثم قال فی آخر الحدیث فانکفا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی کبشین املحین فذبحہما فقام الناس الی غنیمۃ فتوزعوہا فہذا ہو الصحیح وہو رافع الاشکال الخ

بہرکیف اضحیہ کا نصاب فی کس شاۃ واحدہ ہے لہذا شاۃ واحدہ مین کوئی دوسرا شخص شریک نہین ہوسکتا ہے اور یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے اسمین کسی کا اختلاف نہین ہے۔

امام نووی شرح مسلم صفحہ ۴۴۳ ج ۱ مین لکھتے ہین واجمعوا علی ان الشاۃ لایجوز الاشتراک فیہا الخ

اور نیز کتاب مذکور کے صفحہ ۱۵۵ ج ۱ مین لکھتے ہین حجۃ الجمہور ان البدنۃ تجزی عن سبعۃ وکذا البقرۃ واما الشاۃ فلا تجزی الا عن واحد بالاتفاق فدل علی تفضیل البدنۃ والبقرۃ الخ

اور حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۲۷ ج ۲ مین لکھتے ہین واجمعوا علی ان الشاۃ لایصح الاشتراک فیہا۔

اور علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۳۳۲ ج ۴ مین لکھتے ہین وحکی فیہ ان البقرۃ عن سبعۃ والشاۃ عن واحد اجماع الخ

ابل وبقر مین سات آدمیون کی شرکت کی یہی وجہ ہے کہ ابل وبقر سات شاۃ کے برابر ہے۔ ابن ماجہ صفحہ ۲۳۳ مین حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہا مجھپر ایک بدنہ (ابل یا بقر) ذبح کرنا ہے لیکن مجکو ملتا نہین آپنے فرمایا اسکی جگہ سات بکریان لیکر ذبح کردے لفظ اس حدیث کا یہ ہے اتاہ رجل فقال ان علی بدنۃ وانا موسر بہا ولا اجدہا فاشتریہا فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتباع سبع شیاہ فیذبحہن الخ۔

یہ بھی واضح رہے کہ بعض علما اہل بیت کو اس حکم تحدیدی سے مستثنے فرماتے ہین یعنے یہ فرماتے ہین کہ اہل بیت واحد کے اشخاص اگرچہ وہ سو ہون اضحیہ واحدہ مین شریک ہوسکتے ہین اور اس دعوے کے ثبوت مین حدیث علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ وعتیرۃ کو پیش کرتے ہین لیکن اولاً یہ حدیث صحیح نہین۔ اس لیے کہ اسکی سند مین ابو رملہ واقع ہین اور یہ مجہول ہین۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۳۷۵ ج ۴ مین لکھتے ہین

سلہ اور چونکہ اضحیہ وظائف مالیہ سے ہے لہذا یہ حکم تحدیدی سفر وحضر مین یکسان ہے کیونکہ وظائف مالیہ سفر کی وجہ سے ردوبدل نہین ہوتے جیسے زکوۃ ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

حدیث مخنف اخرجہ ایضا ابوداؤد والنسائی وفی اسنادہ ابو رملۃ واسمہ عامر قال الخطابی ہو مجہول والحدیث ضعیف المخرج وقال ابوبکر المعافری حدیث مخنف بن سلیم ضعیف لا یحتج بہ الخ اور نصب الرایہ صفحہ ۲۷۵ ج ۲ مین ہے قال عبدالحق اسنادہ ضعیف قال ابن القطان وعلتہ الجہل بحال ابی رملۃ واسمہ عامر فانہ لا یعرف الا بہذا۔

اور حافظ ابن حجر تقریب صفحہ ۱۲۱ مین لکھتے ہین عامر ابو رملۃ شیخ لابن عون لا یعرف من الثالثۃ الخ

یہ بھی واضح رہے کہ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی سند کو قوی کہا ہے چنانچہ فتح الباری صفحہ ۳ ج ۱۰ مین یون لکھتے ہین اخرجہ احمد والاربعۃ بسند قوی الخ لیکن یہ یا تو کاتب کی غلطی ہے یا حافظ ابن حجر کی ایک غفلت[ف۵] ہے اسواسطے کہ ایسا راوی جو خود اُن کے نزدیک مجہول ہو بھلا اُسکی روایت کو وہ کیونکر قوی کہہ سکتے ہین اور اگر کہین تو دوسرون پر اُنکا ایسا قول حجت کب ہو سکتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ بعض لوگ اس حدیث کو اسوجہ سے قابل استدلال سمجھتے ہین کہ اس حدیث پر امام ابوداؤد نے سکوت کیا ہے اور جس حدیث پر وہ سکوت کرتے ہین وہ حدیث اُن کے نزدیک صالح الاستدلال ہوتی ہے اور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے۔ لیکن سکوت ابوداؤد تحسین ترمذی حدیث کی صحت کا معیار نہین حدیث کی صحت کا معیار کتب رجال واصول حدیث ہے اس کے علاوہ سکوت ابوداؤد اگر صالح استدلال ہے تو اُن کے نزدیک لیکن اس پر کیا دلیل ہے کہ جو حدیث اُن کے نزدیک صالح استدلال ہے اور دوسرے محدثین کے نزدیک صالح استدلال نہین تو ایسے وقت مین ابوداؤد کا قول قابل اعتبار رہے اور دوسرے محدثین کا قول قابل اعتبار نہین اب ہم مثال کی طور پر ایک حدیث سنن ابی داؤد کی پیش کرتے ہین جس پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے دیکھین وہ لوگ جو ابوداؤد کے قول مذکور سے استدلال کرتے ہین وہ اسکا کیا جواب دیتے ہین ابوداؤد مین ابن عباسؓ سے یہ مروی ہے کفن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ثلثۃ اثواب بخرانیۃ الحلۃ ثوبان وقمیصہ الذی مات فیہ الخ اس روایت کی نسبت امام نووی شرح مسلم صفحہ ۳۰۶ ج ۱ مین لکھتے ہین حدیث ضعیف لا یصح الاستدلال بہ لان یزید بن ابی زیاد احد رواتہ مجمع علی ضعفہ لا سیما وقد خالف بروایۃ الثقات الخ دیکھو منذری نے ابوداؤد کی بہتری اس قسم کی روایت پر کلام کیا ہے علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۱۳ ج ۱ مین لکھتے ہین وقد اعتنی المنذری رحمہ اللہ بنقد الاحادیث المذکورۃ فی سنن ابی داؤد وبین ضعف کثیر مما سکت عنہ فیکون ذلک خارجا عما یجوز العمل بہ الخ اور مثل کلام ابوداؤد کے

[ف۵] اور کیا عجیب کہ یہ حافظ ابن حجر کی غفلت ہو کیونکہ فتح الباری مین اس قسم کی غفلت اس کے علاوہ بھی ہین حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۲۱۱ ج ۳ مین حدیث قیس بن سعد بن عبادۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصدقۃ الفطر قبل ان تنزل الزکوۃ ثم نزلت فریضۃ الزکوۃ فلم یامرنا ولم ینہنا کی اسناد کو صحیح کہا ہے چنانچہ لکھتے ہین اسنادہ صحیح رجالہ رجال الصحیح الا ابا عمار الراوی لہ عن قیس بن سعد وہو کوفی وقد وثقہ احمد وابن معین اور صفحہ ۱۹۲ ج ۳ مین حدیث مذکور کی نسبت لکھتے ہین وتعقب بان فی اسنادہ راویا مجہولا الخ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

امام احمد کا بھی کلام ہے لیکن ظاہر ہے کہ مسند احمد کی بہتیری روایتین قابل استدلال نہین۔ رہی تحسین ترمذی سو حسن کی
تعریف مین ترمذی کا ایک جداگانہ طریقہ ہے لہذا وہ ضعفا و مجہولین کی روایتون پر بھی حسن کا اطلاق فرما دیتے
ہین بلکہ بعض ضعفا کی روایت پر صحت کا بھی اطلاق فرما دیتے ہین چنانچہ الحجاج بن ارطاۃ کی ایک روایت پر صحت کا
اطلاق فرما دیا ہے جسکی نسبت علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۱۶۱ ج ۴ مین لکھتے ہین و اجیب عن الحدیث بان
فی اسنادہ الحجاج بن ارطاۃ وہو ضعیف و تصحیح الترمذی لہ فیہ نظر لان الاکثر علی تضعیف الحجاج و اتفقوا علی انہ مدلس
قال النووی ینبغی ان لا یغتر بالترمذی فی تصحیحہ فقد اتفق الحفاظ علی تضعیفہ الخ علی ہذا القیاس کثیر بن عبد اللہ بن
عمرو بن عوف کی ایک روایت پر ترمذی نے صحت کا اطلاق کر دیا ہے جو متروک الحدیث اور متہم بالکذب ہین
و لہذا علامہ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۳۲ ج ۲ مین ترمذی کی تصحیح مذکور کے متعلق یہ لکھتے ہین فلہذا لا یعتمد العلماء
علی تصحیح الترمذی الخ

غرضکہ ترمذی حدیث کی تحسین و تصحیح مین متساہل ہین اور انکی بہتیری روایتین حسن احتجاج مین صحیح کے مشارک
نہین ہوسکتی ہین روایات حسن صحیح کے مشارک وہی ہوسکتی ہین جنکے رجال معروف ہون اور یہ کہ حفظ و ضبط
مین ذرا رجال صحیح سے کم درجہ کے ہون لیکن حسن روایت کے بعض رجال مجہول ہون جیسے روایت مبحوث عنہا مین ابو رملہ
ہین ہرگز وہ روایت حسن نہین ٹھہر سکتی ہے۔ اور نہ اُس سے احتجاج علی حسب الاصول صحیح ہوسکتا ہے۔

ثانیا بر تقدیر تسلیم حدیث علی کل اہل بیت کا مطلب کیا ہے اگر اسکا یہ مطلب ہے کہ ہر صاحب بیت پر اضحیہ
واجب ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو صاحب بیت نہو اُس پر اضحیہ واجب نہین ہے اگرچہ وہ صاحب
استطاعت بھی ہو اور یہ ایک غلط بات ہے اور ایسی غلط بات ہے کہ غالبا کوئی بھی اسکو تسلیم نہین کر سکتا ہے سوا اسلیے
کہ اس وجوب کو بیت سے کیا تعلق ہے۔ اسکے علاوہ روایت حضرت عائشہ رض جو ذیل مین منقول ہوتی ہے اس مطلب کے مزاحم
ہے جامع ترمذی صفحہ ۲۶۲ مین بروایت صحیحہ عباس بن ربیعہ سے یہ مروی ہے قال قلت لام المومنین اکان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن لحوم الاضاحی قالت لا و لکن قل من کان یضحی من الناس فاحب ان یطعم من لم یکن یضحی فلقد
کنا نرفع الکراع فنا کلہ بعد عشرۃ ایام الخ وجہ مزاحمت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رض کے قول و لکن قل من کان یضحی من الناس
سے یہ واضح ہے کہ زمانہ نبوت مین بہت کم لوگ قربانی کرتے تھے یعنی تارکین اضحیہ مضحین سے زیادہ تھے اور یہ ظاہر ہے
کہ تارکین مین دونون قسم کے لوگ یعنے صاحب بیت اور غیر صاحب بیت شامل ہین اور نیز صاحب استطاعت اور
غیر صاحب استطاعت بھی شامل ہین لہذا یہ روایت مطلب مذکور کے ضرور مزاحم ہے اور اگر اسکا یہ مطلب ہے کہ
صاحب بیت اور نیز اُسکے تمام متعلقین پر اضحیہ واجب ہے تو اس مطلب پر بھی وہی الزام مذکور لازم آتا ہے یعنے غیر صاحب
بیت اس حکم سے خارج ٹھہرتا ہے اس کے علاوہ حدیث عائشہ رض مذکورہ اس مطلب کے بھی مزاحم ہے کیونکہ جب تارکین مین[1]

[1] اور نیز زمانہ نبوی کے واقعات اضحیہ جو مولف کے استدلال چہارم کی بحث مین مذکور ہون گے وہ بھی اس مطلب سے
مزاحم ہین ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

صاحب بیت بھی شامل ہے تو وجہ مزاحمت ظاہر ہے اور حافظ ابن الجوزی حدیث مخنف بن سلیم کی نسبت یہ فرماتے ہین

وہذا متروک الظاہر اذ لا یسن العتیرۃ اصلا ولو قلنا بوجوب الاضحیۃ کانت علی الشخص الواحد لا علی جمیع اہل البیت الخ نصب الرایہ صـ۲۷۳ ج۲ ملاحظہ ہو۔

ان یہان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بصورت مطلب دوم صاحب بیت اور اُس کے تمام متعلقین کے لیے ایک ہی اضحیہ کافی ہے یا ہر ایک کے لیے جدا جدا اگر ہر ایک کے لیے ایک ہی اضحیہ کافی ہے تو اسپر کیا دلیل ہے وبر تقدیر تسلیم اُس کے کافی ہونے کی صورت کیا ہے ایک صورت کافی ہونے کی تو یہ ہے کہ وہ ضحیہ ہر ایک اہل بیت کی طرف سے ذبح ہو دوسری صورت یہ ہے کہ اہل بیت کے ایک شخص کی طرف سے ذبح ہو لیکن صورت اولی تو یقیناً غلط ہے سواسطے کہ شاۃ واحدہ مین شرکت درست ہی نہین ہے مشترکین بیت واحد کے ہون یا مختلف ابیات کے جیسا کہ ہم اسی مقدمہ رابعہ مین نصوص[۵] علما نقل کر چکے ہین۔ اور جب صورت اولی یقیناً غلط ہے تو اب وہی صورت ثانیہ متعین رہی اور جب صورت ثانیہ متعین رہی تو اس جہت سے بھی وہ مطلب دوم غلط ہو گیا اور جب مطلب دوم ہر ایک پہلو سے غلط ہو گیا تو اُن بعض علما کا اہل بیت کو حکم تحدیدی سے مستثنے فرمانا صحیح نرہا۔

پانچوان مقدمہ

اس بات کی تحقیق مین کہ اس قربت کے ادا کرنے کے لئے شارع سے کوئی تحدید وسعت منقول ہے یا نہین سو شارع سے اسکی کوئی تحدید منقول نہین ہے مجرد وسعت کا پتہ چلتا ہے من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا آپنے بیان فرمایا ہے آخر عقیقہ بھی تو ایک قربت ہی ہے ہین بھی تو کوئی تحدید وسعت منقول نہین اور ان قربتون مین شارع سے غالباً کوئی تحدید وسعت کی اسلیے منقول نہین کہ انمین کچھ زیادہ صرفہ نہین بہترے غریب بھی ان قربتون کو آسانی سے کر سکتے ہین اور کرتے بھی ہین اور ہم خرما وہم ثواب کے مصداق ہوتے ہین۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہم ان مقدمات خمسہ کی تحریر سے فارغ ہوگئے اگر ناظرین غور سے ان مقدمات کو ملاحظہ فرمائین تو انھین مقدمات سے مؤلف مرحوم کے رسالہ کا اجمالی جواب ہو جاتا ہے۔ بہرکیف اب ہم مؤلف مرحوم کے رسالہ کا تفصیلی جواب شروع کرتے ہین اور چونکہ عنوان جواب بقال اقول ناظرین کی سمجھ مین خوب نہین آتا لہذا ہم مؤلف کی تھوڑی تھوڑی باتون کو نقل کر کے اُنپر بحث کرینگے انشاء اللہ تعالی پہلے مؤلف مرحوم کا دعوی سُنیے۔

(مؤلف مرحوم کا دعوے)

مؤلف مرحوم کا دعوی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک شاۃ اپنی طرف سے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے ذبح کرے تو وہ شخص اور اُسکے اہل بیت اگرچہ تعداد مین سنو ہون سب کے سب اس شعار سے بری الذمہ ہو جاتے ہین اور یہ شرکت

---

[۵] اور شاۃ واحدہ مین عدم شرکت کی روایتین بھی موجود ہین چنانچہ کچھ تو اسی مقدمہ مین گذر چکی ہین اور کچھ مؤلف کے استدلال چہارم کے جواب مین مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالے

خاص اہل بیت واحد کے لیئے ہے اگر مختلف ابیات کے لوگ ہوں تو اس صورت میں شرکت نہیں درست ہے یہ دعویٰ مؤلف کا مؤلف کے تمام رسالہ سے اخذ کیا گیا ہے۔

(مؤلف مرحوم کے اس دعویٰ پر بحث)

اولاً بحث مؤلف کے اس دعویٰ پر یہ ہے کہ مؤلف نے جو صورت بری الذمہ ہونے کی لکھی ہے وہ صحیح نہیں مقدمہ رابعہ ملاحظہ ہو **ثانیاً** مؤلف رسالہ مبحوث عنہا کے صفحہ میں فتح الودود حاشیہ ابوداؤد سے یہ نقل فرماتے ہیں (قولہ عمن لم یضح من امتی) استدل بہ من یقول الشاۃ الواحدۃ اذ اضحی بہا واحد من اہل البیت تادی الشعار والسنۃ بجمیعھم وعلی ہذا یکون التضحیۃ سنۃ کفایۃ لاہل بیت وہو محمل الحدیث الخ مؤلف کی منقولہ عبارت سے کل اہل بیت کے بری الذمہ ہونے کی یہی صورت ہے کہ اہل بیت کا ایک شخص اپنی طرف سے ذبح کردے مؤلف کے نزدیک اگر بری الذمہ ہونے کی یہ صورت صحیح نہیں تو مؤلف نے کس غرض سے اس عبارت کو نقل فرمایا ہے **ثالثاً** مؤلف کے لفظ بری الذمہ کے لکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف کے نزدیک اہل بیت کے کل اشخاص اس قربانی کے مامور ومکلف ہیں لیکن مؤلف نے یہاں اسکی کوئی دلیل نہیں لکھی ہے اگر اسکی دلیل وہی حدیث علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ ہے تو مقدمہ رابعہ ملاحظہ ہو۔ اس دعویٰ کے بعد اب مؤلف مرحوم کے استدلالات کو بغور سنیئے۔

(مؤلف مرحوم کا پہلا **استدلال**)

مؤلف مرحوم نے پہلے بحوالہ زیلعی حاکم کے اس روایت سے استدلال کیا ہے عن عبد اللہ بن ہشام قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ الواحدۃ عن جمیع اہلہ الخ

(مؤلف کے اس استدلال پر **بحث**)

مؤلف مرحوم کے اس استدلال پر یہ بحث ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں نظر ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری صفحہ ۱۰۶۷ جلد ۲ اور نیز مسند احمد صفحہ ۲۳۳ جلد ۴ میں یہ روایت بطریق ابی عقیل زہرۃ بن معبد عن جدہ عبد اللہ بن ہشام موقوفاً مروی ہے وکان قد ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذہبت بہ امہ زینب ابنۃ حمید الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ بایعہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو صغیر فمسح راسہ ودعا لہ وکان یضحی بالشاۃ الواحدۃ عن جمیع اہلہ الخ حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۱۲۳ جلد ۱۳ میں لکھتے ہیں ہو عبد اللہ بن ہشام وہذا الاثر الموقوف صحیح بالسند المذکور الی عبد اللہ الخ اور نیز حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۹ جلد ۵ میں لکھتے ہیں (قولہ ودعا لہ) زاد المصنف فی الاحکام من وجہ آخر عن زہرۃ واخرجہ الحاکم فی المستدرک من حدیث ابن وہب بتمامہ فوہم الخ فافہم حافظ ابن حجر نے اپنے قول فوہم سے حاکم کے اسی وہم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ موقوف کو مرفوع روایت کر دیا ہے ولہذا حافظ ابن حجر نے درایہ صفحہ ۳۳۲ میں اسی روایت کو بحوالہ حاکم موقوفاً نقل فرمایا ہے اور درایہ ہی تخریج زیلعی کا ملخص ہے غرضکہ زیلعی نے جو اس روایت کو مرفوعاً نقل فرمایا ہے وہ حافظ ابن حجر کے نزدیک صحیح نہیں [illegible] بشاۃ واحدۃ عن جمیع اہلہ عبد اللہ بن ہشام کا فعل ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جب یہ فعل عبد اللہ بن ہشام کا [illegible] مؤلف [illegible]

استدلال کیونکر کر سکتے ہین اسواسطے کہ مؤلف صث ۱۹ کی نہیہ مین لکھتے ہین کہ قول صحابی حجت نہین چاہے وہ قول من قبیل مالا یدرک بالراے کیون نہو۔ اور جب قول حجت نہین تو فعل بھی حجت نہین ہوسکتا کیونکہ قول وفعل دونون عدم احتجاج مین علی السواء ہین۔

(مؤلف مرحوم کا دوسرا استدلال)

استدلال مذکور کے بعد مؤلف لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کبش اپنی طرف اور اپنے آل کی طرف سے ذبح فرماتے تھے اور ایک کبش امت کی طرف سے اسکے بعد صحیح بخاری کی روایت جو حضرت انس رض سے مروی ہے جس کا لفظ یہ ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بکبشین الحدیث کو نقل فرمایا ہے اور کبشین مذکورین کی تفصیل یون فرماتے ہین کہ ایک کبش آپ کی طرف سے تھا اور دوسرا کبش امت کی طرف سے تھا اور اسکی تائید مین حاشیہ بخاری سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے قال بعض العلماء کان احدہما من نفسہ المعظمۃ عند اللہ تعالی والآخر عن امتہ الخ

(مؤلف کے اس استدلال پر بحث)

اولاً یہ بحث ہی کہ یہ تفصیل مؤلف کی صحیح نہین اسواسطے کہ یہ ہر دو کبش خاص اپنی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح فرماتے تھے ولہذا حضرت انس رض اس روایت مین فرماتے ہین وانا اضحی بکبشین یعنے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو کبش کی قربانی کرتے تھے لہذا ہم بھی آپ کی اقتداء کر دو کبش کی قربانی کرتے ہین۔ اور چونکہ یہ دونون کبش آپ ہی کی طرف سے ذبح ہوتے تھے لہذا حافظ ابن حجر اس حدیث سے یہ استدلال فرماتے ہین کہ متعدد قربانیان کرنا افضل ہے۔ چنانچہ فتح الباری صث ج ۱۰ مین تحریر فرماتے ہین واستدل بہ علی اختیار العدد فی الاضحیۃ ومن ثم قال الشافعیۃ ان الاضحیۃ بسبع شیاہ افضل من البعیر لان الدم المراق فیہا اکثر والثواب یزید بحسبہ الخ علاوہ اس کے جن روایات کی وجہ سے مؤلف نے یہ تاویل کی ہے وہ روایات صحیح نہین جیسا کہ اُن روایات پر عنقریب بحث آوے گی انشاء اللہ تعالی وبر تقدیر تسلیم اس پر کیا دلیل ہے کہ اُن روایات کا واقعہ اور اس روایت کا واقعہ ایک ہے اور نیز اس پر کیا دلیل ہے کہ اُن روایات کا واقعہ علی سبیل الاستمرار ہے۔

ثانیاً یہ بحث ہے کہ کبشین مذکورین کی تفصیل مؤلف مرحوم کے دعوی کے مطابق نہین کیونکہ مؤلف کا دعوے تو یہ ہے کہ آپ ایک کبش ذات شریف اور آل کی طرف سے ذبح فرماتے تھے اور تفصیل مین صرف ذات شریف کا ذکر ہے آل کا ذکر نہین۔

(اس تاویل کے بعد مؤلف کا بقیہ کلام)

حاشیہ بخاری کی عبارت مذکورہ کے بعد مؤلف مرحوم لکھتے ہین کہ یہ مجرد دعوی اُن بعض علماء کا نہین ہے کیونکہ اس حدیث کے طرق اور الفاظ حدیث مذکور کے طرق ولفظ کے علاوہ بھی ہین اور اکثر طریق مین ایک بکری امت کی طرف سے ہونے کی تصریح ہے منجملہ اُس کے حدیث عائشہ رض ہے جسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے لفظ اُسکا یہ ہے امر بکبش اقرن یطأ فی سواد ویبرک فی سواد وینظر فی سواد فاتی بہ لیضحی بہ فقال اشحذی

المدیة ثم اخذہا فاضجعہ ثم ذبحہ وقال بسم اللہ تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد الخ اس کے بعد حدیث جابرؓ کو بحوالہ ابن ماجہ وغیرہ نقل فرمایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید بکبشین فقال حین وجہہما منک ولک عن محمد وامتہ الخ اسکے بعد حدیث جابرؓ کو آثار امام محمد سے نقل فرمایا ہے جسکا لفظ یہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدہما عن نفسہ والآخر عمن شہد ان لا آلہ الا اللہ من امتہ الخ اس کے بعد بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ حدیث ابو طلحہؓ کو نقل فرمایا ہے جسکا لفظ یہ ہے ضحی بکبشین املحین فقال عند الاول عن محمد و آل محمد وعند الثانی عمن آمن بی وصدقنی من امتی الخ اس کے بعد بحوالہ حاکم واحمد حدیث حذیفہؓ وابو رافعؓ کا ذکر فرمایا ہے لیکن اُن کے الفاظ کو نقل نہیں فرمایا ہے۔ اس کے بعد بحوالہ ابن ماجہ حدیث عائشہؓ یا ابوہریرہؓ کو نقل فرمایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یضحی اشتری کبشین عظیمین سمینین اقرنین املحین موجوئین فذبح احدہما عن امتہ ممن شہد لہ بالتوحید وشہد لہ بالبلاغ وذبح الآخر عن محمد وآل محمد الخ اس کے بعد بحوالہ ابن ابی شیبہ حدیث انسؓ کو نقل فرمایا ہے جسکا لفظ یہ ہے ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین قرب احدہما فقال بسم اللہ اللہم منک ولک ہذا من محمد واہل بیتہ وقرب الآخر فقال بسم اللہ اللہم منک ولک ہذا عمن وحدک من امتی الخ

(مؤلف کے اس کلام پر بحث)

حدیث عائشہؓ کے متعلق **اولاً** یہ بحث ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں جو واقعہ مذکور ہے۔ یہ ایک دوسرا واقعہ ہے حضرت انسؓ کی روایت کا واقعہ ہرگز نہیں کیونکہ حضرت انسؓ کی روایت میں دو کبش کا ذکر ہے اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں ایک کبش کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان دونوں روایتوں کا واقعہ ایک ہرگز نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا واقعہ غالباً ایک دفعہ کا ہے اور حضرت انسؓ کی روایت کا واقعہ ہمیشہ کا ہے۔ ولہذا حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ [illegible] میں تحت حدیث انسؓ یہ لکھتے ہیں وفیہا ایضا اشعار بالمداومۃ علی ذلک فتمسک بہ من قال الضان فی الاضحیۃ افضل الخ

ثانیاً یہ بحث ہے کہ حدیث عائشہؓ مؤلف کے دعوی کے مطابق نہیں بلکہ مؤلف کے دعوی کے مخالف ہے کیونکہ مؤلف کا دعوی یہ ہے کہ شاۃ واحدہ میں صاحب خانہ اور اُس کے متعلقین شریک ہو سکتے ہیں لیکن

۱؎ ابو رافع کی روایت کے الفاظ کو غالباً مؤلف نے اسوجہ سے نقل نہیں کیا کہ اس روایت میں ابو رافع کا یہ بیان ہے کہ آپکی الضحیۃ عن الامۃ سے آپکی امت اور اضحیۃ عن الآل سے آپکے آل یعنی بنی ہاشم سب کے سب اضحیہ کے کرنے سے بری الذمہ ہو گئے چنانچہ کئی برس تک رسول بنی ہاشم کا کوئی شخص قربانی نہیں کرتا تھا ایک روایت میں ابو رافع کا یہ قول ہے فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کفانا اور دوسری روایت میں آپکا یہ قول ہے فمکثنا سنین لیس الرجل من بنی ہاشم یضحی قد کفاہ اللہ المؤنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغرم لیکن جب مولف کو اس روایت سے استدلال ہے تو پھر اہل بیت کو اضحیۃ بشاۃ واحدہ سے دوبارہ بری الذمہ ہونے کی کیا ضرورت تھی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

دوسرے گھر کے لوگ شریک نہیں ہوسکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ روایت عائشہ رض میں علاوہ آپ کے اور آپکی آل کے آپکی تمام امت شریک تھی پس اس روایت سے اگر مؤلف کا استدلال ہے تو اپنے اس دعوی سے باز آئیں اور اگر باز نہ آئیں تو اس واقعہ کے اختصاص کے قائل ہوجائیں کیونکہ سوا اسکے مفر کی کوئی صورت نہیں۔

تعجب ہے کہ اللھم تقبل من محمد و آل محمد سے تو استدلال ہو اور اسی کے بعد جو من امة محمد ہے اُس سے اعراض ہو لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ مؤلف کو اس سے اعراض کیوں ہے حالانکہ مؤلف کا حق تو یہ تھا کہ ایک شاة بلکہ ایک جذعہ ضان کی قربانی کرکے دُنیا بھر کے مسلمانوں کی فرصت کر دیتے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ محبت تھی تو کیا مؤلف کو اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ محبت نہیں۔

حدیث جابر رض کے متعلق **اولاً** یہ بحث ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۳۵۲ میں لکھتے ہیں حدیث جابر اخرجہ ایضا ابوداؤد والبیہقی وفی اسنادہ محمد بن اسحاق وفیہ مقال لقدم وفی اسنادہ ایضا ابو عیاش قال فی التلخیص لا یعرف الخ

ثانیاً یہ روایت حضرت عائشہ رض کی روایت کے خلاف ہے حضرت عائشہ کی روایت میں ایک کبش کا ذکر ہے اور اسمیں دو کبش کا اور نیز حضرت عائشہ رض کی روایت میں آل محمد مذکور ہے اور اس میں آل محمد مذکور نہیں اور مؤلف کے نزدیک یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہیں پس ان دونوں میں مطابقت کی کیا صورت ہے۔

باقی مؤلف مرحوم نے جو روایت کتاب الآثار امام محمد سے نقل فرمایا ہے وہ روایت کتاب مذکور میں ضرور ہے لیکن بجائے جابر رض عبد الرحمن بن سابط ہیں اور عبد الرحمن بن سابط تابعی ہیں نہ کہ صحابی پس روایت مرسل ٹھہری اس کے علاوہ یہ روایت حضرت جابر رض کی روایت کے خلاف ہے کیونکہ حضرت جابر رض کی روایت میں ہر دو کبش میں ذات شریف اور امت کا شریک ہونا ثابت ہے اور روایت کتاب الآثار میں ایک کبش خاص ذات شریف کی طرف سے ذبح ہونا ثابت ہے اور دوسرا کبش امت کی طرف سے ذبح ہونا ثابت ہے پس یہاں بھی مطابقت کی کیا صورت ہے۔

حدیث ابوطلحہ کی نسبت **اولاً** یہ بحث ہے کہ یہ حدیث بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتی اسواسطے کہ اس حدیث کو ابوطلحہ رض کے پوتے اسحاق بن عبد اللہ نے ابوطلحہ رض سے روایت کیا ہے اور کتب رجال وغیرہ کے مطالعہ سے اسحاق بن عبد اللہ کا روایت کرنا ابوطلحہ رض سے معلوم نہیں ہوتا باپ وغیرہ سے روایت کرنا البتہ معلوم ہوتا ہے خلاصہ صفحہ ۲۵ میں ہے عن ابیہ وانس والطفیل بن ابی بن کعب الخ اور عینی شرح بخاری صفحہ ۱۲۴ ج ۱ میں ہے ابن اخی انس لامہ کان یسکن دارجدہ بالمدینة وہو تابعی سمع اباہ وعمہ لامہ انس بن مالک وغیرہما

ثانیاً یہ روایت بھی روایت حضرت عائشہ رض کے خلاف ہے کیونکہ روایت عائشہ رض میں ایک کبش کا ذکر ہے اور اسمیں دو کبش کا اور یہ روایت جابر رض کی روایت کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسمیں دونوں کبش میں

آپکا اور آپ کی اُمت کا شریک ہونا ثابت ہے اور روایت ابوطلحہؓ مین دیکھا مین صرف اُمت کا شریک ہونا ثابت ہی اور ایک مین آپکا اور آپ کی آل کا۔

حدیث حذیفہ رضؓ وابورافع رضؓ وحدیث عائشہؓ یا ابوہریرہ رضؓ سب کی سب بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل مروی ہین اور عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت درجہ احتجاج سے نازل ہے عینی علی البخاری صد ۱۸۸ ج ۳ مین ہے قال محمد بن سعد ہو من الطبقۃ الرابعۃ من اہل المدینۃ منکر الحدیث لا یحتجون بحدیثہ الخ اور یہ وہی ہین جنھون نے یہ روایت کی ہے کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سبعۃ اثواب مسند امام احمد صد ۲۹۴ ج ۱ ملاحظہ ہو اس حدیث کے متعلق امام زیلعی نصب الرایہ صد ۳۴۵ ج ۱ مین لکھتے ہین قال البزار لا نعلم احدا تابع ابن عقیل علیہ ولا یعلم رواہ عنہ غیر حماد بن سلمۃ ورواہ ابن عدی فی الکامل واعلہ بابن عقیل وضعفہ عن ابن معین فقط وثنیہ ہو وقال روی عنہ جماعۃ من الثقات وہو ممن یکتب حدیثہ ورواہ ابن حبان فی کتاب الضعفاء واعلہ ایضا بابن عقیل وقال انہ کان ردی الحفظ فیاتی بالخبر علی غیر وجہہ فلما کثر ذلک فی روایاتہ استحق المجانبۃ ولکنہ کان من سادات الناس الخ

حدیث ۔ انس رضؓ کو حافظ ابن حجر درایہ صد ۲۱۳ مین نقل فرماکر لکھتے ہین ولہ طریق اخری عند الدارقطنی عن انس اضعف من ہذہ قال الشافعی لا یثبت مثلہ الخ

الحاصل مؤلف مرحوم نے جتنی روایتین دو کبش والی علاوہ روایت انس رضؓ کے پیش کی ہین وہ سب کی سب ضعیف ساقط عن الاحتجاج ہین ان مین ایک بھی صحیح اور قابل احتجاج نہین ہین ۔

اس کے علاوہ ان کے متن مین اضطراب ہے جیساکہ ہمارے بیان بالا سے واضح ہے اور یہ ضعف کی ایک دوسری وجہ ہے و بر تقدیر تسلیم یہ تمام روایتین مؤلف کے دعوی کے مطابق نہین بلکہ مؤلف کے دعوے کے مخالف ہین اسواسطے کہ مؤلف کا دعوی یہ ہے کہ شاۃ واحدہ مین صاحب خانہ اور اُسکے اہل بیت تو شریک ہو سکتے ہین مگر مختلف ابیات کے اشخاص شریک نہین ہو سکتے ہین اور ظاہر ہے کہ روایات رضی اللہ عنہا کے دوسرے کبش مین آپ کی تمام امت شامل ہے پس دوسرے کبش کے واقعہ سے مؤلف کو احتراز کیون ہے اگر احتراز کی یہی وجہ ہے کہ یہ فعل آپکے ساتھ مخصوص ہے تو پہلے کبش کا واقعہ کیون نہین آپکے ساتھ مخصوص ہو سکتا ہے حالانکہ وہ بعض علمائے حاشیہ بخاری مین مولف کی عبارت منقولہ کے بعد یہ لکھتے ہین وینبغی للامۃ ان یذبحوا کبشین کذلک ویحتمل ان یکون کلاہما واجبا علیہ السلام وکان من خصائصہ کبعض المفروضیات الخ پس مؤلف کو چاہیئے کہ ایک کبش آپکی اُمت کی طرف سے بھی ذبح کیا کرین اور نہین تو پھر دونون کبش کے واقعہ سے باز آئین جیساکہ اُن بعض علما کا ایک یہ بھی خیال ہے اور نواب صاحب بھوپال بدور الاہلہ صد ۳۴ مین لکھتے ہین ودر حدیث دیگر ضحی عن محمد وآل محمد آمدہ زیراکہ تضحیہ نبوی قائم مقام ازانہا ست وحق تعالے اورا باین مزیت خاص فرمودہ الخ

یہ بھی واضح رہے کہ مؤلف نے یہاں اپنے دعوی کی تائید مین چند عبارتون کو نقل فرمایا ہے پہلی عبارت ترمذی کی نقل کی ہے اور وہ یہ ہے ان الشاۃ تجزی عن اہل البیت قال والعمل علی ہذا عند بعض اہل العلم وہو قول احمد واسحاق واحتجا بحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین فقال ہذا عمن لم یضح من امتی الخ اس کے بعد نووی شرح مسلم کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے واستدل بہذا من جوز تضحیۃ الرجل عنہ واہل بیتہ واشتراکہم معہ فی الثواب وہو مذہبنا ومذہب جمہور الخ اس کے بعد فتح الودود حاشیہ ابوداؤد کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (قولہ عمن لم یضح من امتی) استدل بہ من یقول الشاۃ الواحدۃ اذا ضحی بہا واحد من اہل البیت تادی الشعار والسنۃ لجمیعہم وعلی ہذا یکون التضحیۃ سنۃ کفایۃ وہو محمل الحدیث الخ۔ اسکے بعد معالم السنن للخطابی کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (قولہ تقبل من محمد وآل محمد ومن امتہ دلیل علی ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن الرجل وعن اہلہ وان کثروا وروی عن ابی ہریرۃ وابن عمر انہما کانا یفعلان ذلک واجازہ مالک والاوزاعی والشافعی واحمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ الخ۔ اسکے بعد سبل السلام کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ودل قولہ وآل محمد وفی لفظ عن محمد وآل محمد انہ تجزی التضحیۃ من الرجل عن اہل بیتہ الخ اس کے بعد مسک الختام کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے حدیث دلیل ست بر آنکہ کفایت میکند تضحیہ از طرف مرد واہل بیت او وشریک میگرداند ایشان در ثواب الخ اس کے بعد عرف الجادی کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے واین دلیل ست بر کافی بودن اضحیہ از طرف این کس واز طرف اہل وے واز طرف غیر الخ

(مؤلف کی ان تائیدات پر بحث)

پہلی تائید پر اولاً یہ بحث ہے کہ مؤلف نے جو عبارت ترمذی کی نقل فرمائی ہے وہ ایک بے قاعدگی کے طور پر نقل فرمائی ہی سواسطے کہ عبارت ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اہل البیت یہ ترمذی کے باب کی عبارت ہے اس باب کے تحت روایت ابوایوب انصاری مذکور ہے اسکے بعد والعمل علی ہذا ترمذی کا قول مذکور ہے اور ہذا کا مشارالیہ حدیث ابوایوب ہے اور مؤلف نے جس طرح عبارت نقل کی ہے اُس سے ہذا کا مشارالیہ باب ٹھہرتا ہے افسوس مؤلف کو عبارت کے نقل کرنے کا بھی سلیقہ نہ تھا لہذا وہ اس معرکۃ الآرا مسئلہ کو کیا سمجھ سکتے ہین۔

ثانیاً شاۃ واحدہ کا کافی ہوجانا اہل بیت کی طرف سے اسکی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اہل بیت کے ہر ایک کی طرف سے ذبح ہو دوسری صورت یہ ہے کہ اہل بیت کے ایک شخص کی طرف سے ذبح ہو معلوم نہین امام ترمذی نے باب مذکور مین کونسی صورت کو مراد لیا ہے اگر صورت اولی کو مراد لیا ہے جیساکہ عبارت اولے کے مقابل کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وقال بعض اہل العلم لاتجزی الشاۃ الا عن نفس واحدۃ وہو قول عبد اللہ بن المبارک وغیرہ من اہل العلم تو یہ جمہور کا مذہب نہین اسواسطے کہ

جمہور کے نزدیک اضحیہ سنت کفایہ ہی اور جب جمہور کا یہ مذہب نہین تو امام احمد و امام اسحاق کا یہ مذہب نہین ٹھہر سکتا۔ اسواسطے کہ امام احمد و امام اسحاق جمہور سے خارج نہین اور جب امام احمد و امام اسحاق جمہور سے خارج نہین تو یہ انتساب امام ترمذی کا بجانب امام احمد و امام اسحاق ہرگز صحیح نہین یہ امام ترمذی کی ایک غلطی ہے اور اس قسم کی غلطی کا ہوجانا امام ترمذی سے کچھ مستبعد نہین بلکہ اس قسم کی غلطی امام ترمذی سے ہوچکی گئی ہے دیکھو واقعہ عمرۃ القضا مین عبداللہ بن رواحہ کی شرکت سے امام ترمذی نے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ انکی وفات غزوہ موتہ مین ہوئی ہے اور عمرۃ القضا کا واقعہ اس کے بعد کا ہے لیکن یہ امام ترمذی کی ایک بہت بڑی غلطی ہے حافظ ابن حجر فتح الباری صہ ۳۸۴ ج ۷ مین لکھتے ہین قلت

وہو ذہول شدید وغلط مردود وما ادری کیف وقع الترمذی فی ذلک مع وفور معرفتہ ومع ان فی قصۃ عمرۃ القضاء اختصام

جعفر واخیہ علی وزید بن حارثۃ فی بنت حمزۃ کما سیاتی فی ہذا الباب وجعفر قتل ہو وزید وابن رواحہ فی موطن واحد کما سیاتی قریبا وکیف یخفی علیہ اعنی الترمذی مثل ہذا الخ

اور اگر صورت ثانیہ کو مراد لیا ہے تو اس سے مولف کے مقصود کی کچھ تائید نہین ہوسکتی ہے۔

ثالثاً امام احمد و امام اسحاق نے جو حدیث عمن لم یضح من امتی سے استدلال کیا ہے سو اس سے کیا استدلال کیا ہے اگر وہی استدلال کیا ہے جو تائید ص ۳ کی عبارت مین مذکور ہے تو مولف کو اس استدلال سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اگر بالفرض امام احمد و امام اسحاق نے حدیث مذکور سے نفس اضحیہ مین اہل بیت کی شرکت کا استدلال کیا ہے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ اُس اضحیہ مین دیگر اہل بیت کے لوگ شریک ہون سواسطے کہ جس حدیث سے یہ استدلال ہے اسمین تو مختلف ابیات کے لوگون کی شرکت ثابت ہے پس اس حدیث سے استدلال مذکور نہ امام احمد و امام اسحاق کے حق مین مفید ہوسکتا ہے اور نہ مولف کے حق مین اس کے علاوہ ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آئی کہ امام احمد و امام اسحاق نے اُس کبش کے واقعہ سے جو معنون عن محمد و آل محمد ہے کیون نہین استدلال فرمایا ہی کیونکہ مقصود مذکور کے لئے زیادہ تر اسی کبش کا واقعہ موزون اور چسپان ہے۔

دوسری تائید پر یہ بحث ہے کہ تضحیۃ الرجل عنہ واہل بیتہ سے وہ شرکت مراد نہین ہے جس کے مولف قائل ہین اولاً اس وجہ سے کہ امام نووی اس شرکت کی نسبت یہ لکھتے ہین ہو مذہبنا ومذہب جمہور اور ظاہر ہے کہ شافعیہ اور جمہور اضحیہ کو اہل بیت واحد کے حق مین سنت کفایہ کہتے ہین۔ حافظ ابن حجر فتح الباری صہ ۲ ج ۱۰ مین لکھتے ہین

وہی عند الشافعیۃ والجمہور سنۃ مؤکدۃ علی الکفایۃ الخ۔ اور خود امام نووی اذکار صہ ۱۶۷ مین لکھتے ہین وقال جماعۃ

من اصحابنا ہل کلہم الاضحیۃ سنۃ علی الکفایۃ فی حق کل اہل بیت فاذا ضحی واحد منہم حصل الشعار والسنۃ لجمیعہم

اور جب شافعیہ اور جمہور کے نزدیک اضحیہ اہل بیت کے حق مین سنت کفایہ ہے تو اس سے مولف کی شرکت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے اسواسطے کہ مولف کی شرکت پر اضحیہ سنت کفایہ نہین ٹھہر سکتی ہے۔

ثانیاً اسوجہ سے کہ امام نووی نے مذہب جمہور کے بعد وکرہہ الثوری وابوحنیفۃ لکھا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہان شرکت سے وہ شرکت مراد نہین جس کے مولف قائل ہین کیونکہ اگر وہ شرکت مراد ہوتی تو

امام نودی مذہب جمہور کے بعد وکرہہ الثوری وابوحنیفہ نہ لکھتے کیونکہ وہ شرکت امام ثوری وامام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہین ہے بلکہ ناجائز ہے۔

ثالثاً اسوجہ سے کہ امام نودیؒ مؤلف کی شرکت کے قائل کیونکر ہو سکتے ہین اسواسطے کہ امام نودی تو ایسی شرکت کے ناجواز پر انہی شرح مسلم مین اجماع اور اتفاق نقل کر چکے ہین جسکو ہم مقدمہ رابعہ مین لکھ چکے ہین الغرض یہان شرکت سے شرکت فی نفس الاضحیہ مراد نہین بلکہ یہان شرکت سے شرکت فی ثواب الاضحیہ مراد ہے امام نودی کا قول واشترالھم معہ فی الثواب اسی کی جانب مشعر ہے لیکن امام نودی نے جواس کے بعد عبارت لکھی ہے اور وہ یہ ہے وزعم الطحاوی ان ہذا الحدیث منسوخ اومخصوص وغلطہ العلماء فی ذلک فان النسخ والتخصیص لایثبتان بمجرد الدعوی اس سے شرکت صاحب خانہ کے اہل بیت کی ضحیہؒ معلوم ہوتی ہے کیونکہ امام طحاوی نے اسی شرکت کی بنا پر اس حدیث کو مخصوص کیا ہے۔ بہرکیف اگر امام نودی نے اپنے کلام مذکور مین اسی شرکت کا ارادہ کیا ہے تو اسکا انتساب بوجہ اول بجانب جمہور صحیح نہین۔ اور بوجہ دوم وکرہہ الثوری وابوحنیفہ قابل ترمیم ہے اور بوجہ سوم امام نودی کی عبارت مندرجہ مقدمہ رابعہ اس کے معارض ہے بہرکیف اس مطلب پر بھی یہ تائید مؤلف کے حق مین مفید نہین کیونکہ امام نودی کے کلام مین تعارض ہے اس کے علاوہ جمہور اس مطلب کے برخلاف ہین ہم یہ نہین کہتا ہون مؤلف کو نودی کے اس کلام سے استدلال کرنے کی ضرورت کیا ہے نودی نے جس حدیث سے استدلال کیا ہی مؤلف خود براہ راست اس حدیث سے استدلال کرلین لیکن مؤلف استدلال کرین تو کیونکر اہل بیت واحد کی قید اسکی مانع ہے لیکن جب اہل بیت واحد کی قید اسکی مانع ہے تو ان کو اس قسم کی حدیثون کے پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی کیونکہ ان کے پیش کرنے سے تو مؤلف خود بخود الزام کھا گئے مؤلف کو تو یہ مناسب تھا کہ اپنے دعوی کے ثبوت مین صرف ابوایوب انصاری کی روایت کو پیش کرتے مؤلف اور مؤلف کے خصم مین یہی ایک نزاع رہتی کہ مؤلف عن اہلبیتہ سے حقیقی معنے مراد لیتے اور خصم مجازی معنے مراد لیتا لیکن ادھر تو مؤلف کو کثرت عبارت سے رسالہ کی وقعت بڑھانے کی ہوس تھی لہذا مؤلف کرین تو کیا کرین۔

تیسری تائید پر یہ بحث ہے کہ یہ تائید بھی مؤلف کے موافق نہین کیونکہ اس تائید سے تو یہ واضح ہی کہ اہلبیت مین سے اگر ایک شخص اپنے نام سے قربانی کردیوے تو اہل بیت کے دیگر اشخاص بھی اس شعار سے بری الذمہ ہوجاتے ہین اور یہی حدیث عمن لم یضح من امتی کا محمل ہے یہ بھی واضح رہے کہ فتح الودود مین لفظ محمل الحدیث کے بعد یہ عبارت بھی ہے ومن لایقول بہ یحمل الحدیث علی الاشتراک فی الثواب قیل ہو الاوجہ فی الحدیث عند الکل الخ لیکن چونکہ مؤلف نے اس سے اپنا ضرر دیکھا لہذا اسکو نقل نہین فرمایا اور الخ کردیا حالانکہ مؤلف نے جسقدر عبارت نقل کی ہے وہ بھی مؤلف کے مضر ہی ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔

چوتھی تائید پر **اولاً** یہ بحث ہے کہ امام خطابی نے جو شاۃ واحدہ کو اہل بیت واحد کے لیے تجویز فرمایا ہے سو اس شاۃ واحدہ مین دوسرے اہل بیت کے اشخاص شریک ہو سکتے یا نہین اگر شریک نہین ہو سکتے ہین۔

توکیون اسواسطے کہ جس حدیث سے اسکا استدلال ہے اُسمین تومختلف ابیات کے اشخاص شاۃ واحدہ مین شریک تھے
ثانیاً یہ بحث ہے کہ شاۃ واحدہ اہل بیت واحد کی طرف سے ذبح کرنے کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اہل بیت واحد کے تمام اشخاص کی طرف سے ذبح ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صرف ایک شخص کیطرف سے ذبح ہو اگر صورت اولیٰ مراد ہے تو اسکا انتساب امام مالک وغیرہ کی طرف صحیح نہین کیونکہ یہ لوگ اضحیہ کو اہلبیت واحد کے حق مین سنت کفایہ کہتے ہین چنانچہ امام مالکؒ نے ابو ایوب انصاری کی روایت پر یہ باب منعقد کیا ہی باب التضحیۃ سنۃ کفایۃ لکل اہل بیت اور امام شافعیؒ کا بھی مذہب یہی ہے چنانچہ جناب شاہ ولی اللہ صاحبؒ مصفی شرح موطا صفحہ ۱۸۰ ج۱ مین تحریر فرماتے ہین مذہب امام شافعیؒ آنست کہ شتر و گاؤ از ہفت کس کفایہ میکند و بز و گوسفند از یک کس و اگر مضحی رادر خانہ باشند ہمہ را ثواب سنۃ اضحیہ حاصل گشت الخ اور یہی مذہب امام احمدؒ و امام اسحاقؒ کا بھی ہے کیونکہ یہ لوگ اضحیہ کو سنت کفایہ کہتے ہین بہرکیف مؤلف کا مقصود اس تائید سے بھی ناتمام ہی رہا ابوہریرہؓ کا فعل سووہ فعل امام بیہقی کے سنن کبری مین یون مذکور ہے اخبرنا ابو طاہر الفقیہ انبأ ابو عثمان البصری ثنا محمد بن عبد الوہاب انبأ یعلی بن عبید ثنا سفیان عن خالد عن عکرمۃ قال کان ابوہریرۃ یجی بالشاۃ فیقول اہلہ وعنا فیقول وعنکم الخ لیکن یعلی بن عبید کی روایت بطریق سفیان ضعیف ہوتی ہے کذا فی کتب الرجال اور اس کے قبل کتاب مذکور مین ایک دوسرا اثر بھی مذکور ہے اور وہ یہ ہے اخبرنا ابو الحسین بن الفضل القطان انبأ عبد اللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان حدثنی عیسے بن محمد انبأ عمرو بن الربیع بن طارق عن رشدین بن سعد عن عقیل عن ابن شہاب عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ انہ کان یضحی عن اہل بیتہ بشاۃ الخ لیکن بوجہ رشدین بن سعد کے یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ رہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل سووہ بھی بسند صحیح ثابت نہین کما سیاتی بیانہ

پانچوین تائید پر یہ بحث ہے کہ یہ تائید بھی مؤلف کے موافق نہین کیونکہ سبل السلام کی عبارت سے تو یہی ظاہر ہے کہ صاحب خانہ کی قربانی سے اُس کے اہل بیت کی بھی فرصت ہوجاتی ہے۔

چھٹی- اور ساتوین تائید کا جواب بھی انھین مذکورات بالا سے واضح ہے تفصیل کی ضرورت نہین اس کے علاوہ ساتوین تائید مؤلف کے بالکل مخالف ہے کیونکہ اُس مین علاوہ صاحب خانہ اور اُس کے اہلبیت کے دیگر اشخاص کی بھی شرکت مذکور ہے۔ پس جس طرح مؤلف دیگر اشخاص کو روایت مسلم سے خارج کرین گے اُسی طرح ہم صاحب خانہ کے اشخاص کو اگرچہ وہ ایک نسلو ہون خارج کر دین گے۔

یہ بھی **واضح** رہے کہ ان تائیدات کے بعد مؤلف نے امام طحاویؒ پر بہت کچھ چوٹ کی ہے۔ لیکن مؤلف کو اس چوٹ کرنے کا کوئی حق نہین ہے اسواسطے کہ مؤلف بھی تو شاۃ واحدہ مین اہل بیت واحد کے علاوہ دیگر ابیات کے اشخاص کو شامل نہین کرتے ہین پس اگر امام طحاوی نے شاۃ واحدہ سے صاحب خانہ کے اہل بیت کو خارج کر دیا تو کیا گناہ کیا بلکہ حق اور انصاف تو یہی ہے کہ خارج ہون تو سب

اور شامل ہوں تو سب۔

(مؤلف کا تیسرا استدلال)

مؤلف بحوالہ اعلام الموقعین وغیرہ مسند امام احمد کی یہ روایت نقل کرتے ہیں وامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ من اصحابہ کانو اسعہ فاخرج کل واحد منہم درہما فاشتروا الاضحیۃ فقالوا یا رسول اللہ لقد اغلینا بہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان افضل الضحایا اغلاہا واسمنہا فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رجل برجل ورجل برجل ورجل بید ورجل بید ورجل بقرن ورجل بقرن وذبحہا السابع وکبروا علیہا جمیعاً الخ اور بتقلید حافظ ابن القیم اضحیۃ کو شاۃ کے ساتھ مقید کرتے ہیں اور مختلف ابیات کے لوگوں کو بمنزلہ اہل بیت واحد کے قرار دیتے ہیں۔

(مؤلف کے اس استدلال پر بحث)

اولاً بحث اس استدلال پر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند میں بقیۃ الولید ہیں جو مختلف فیہ ہیں اور ان کے شیخ عثمان بن زفر الجہنی مجہول ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے اور عثمان بن زفر کے شیخ ابوالاشد السلمی کا پتہ کتب رجال سے نہیں چلتا حافظ ابن حجر نے انکا ترجمہ تعجیل المنفعہ صـ۴۶۴ میں لکھا ہے مگر جرح تعدیل سے کچھ بحث نہیں کی ہے اور نیز ابوالاشد السلمی کے باپ کا پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں اور کیسے ہیں البتہ اُن کے دادا صحابی ہیں لیکن یہ یقیناً نہیں معلوم ہوتا کہ فلاں صحابی ہیں حافظ ابن حجر کتاب مذکور کے صفحہ محولہ بالا میں لکھتے ہیں واختلف فی جدہ فقیل ہو ابوالمعلی نقلہ ابوموسی المدینی عن العسکری وقیل ہو عمرو بن عبسہ الخ بہرکیف کوئی ہوں انکی تعیین کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ الصحابۃ کلہم عدول۔

ثانیاً حدیث مذکور میں اضحیہ کا لفظ ہے جو غنم و بقر سب کو شامل ہے اضحیہ سے شاۃ ہی مراد لینا اُسوقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت کر لیا جاوے کہ اضحیہ سوا شاۃ کے درست نہیں یا اضحیہ جب مطلق بولا جاتا ہے تو تم اس سے شاۃ ہی مراد ہوتا ہے۔

باقی مؤلف نے جو منہیہ میں مختار الصحاح و صراح کی یہ عبارت نقل کی ہے وضحی بشاۃ من الاضحیۃ وہی شاۃ تذبح یوم الاضحی سو اس سے مؤلف کا مقصود بمعزل ہے اسواسطے کہ ضحی بشاۃ من الاضحیۃ کا یہی معنے ہے کہ شاۃ تذبح یوم الاضحی لیکن اگر بجاے شاۃ کے بقر ہوگا تو اُس وقت یہ معنے نہوں گے مثلاً ضحی ببقر من الاضحیۃ کہا جاوے تو اس کے معنے یہ ہوں گے بقر یذبح یوم الاضحی بہرکیف ضحی بشاۃ من الاضحیۃ سے تو یہ نہیں نکلتا کہ شاۃ ہی اضحیہ کا جانور ہے بلکہ اس عبارت سے تو اور جانوروں کا بھی اضحیہ سے ہونا ثابت ہوتا ہے ہاں قاموس کی عبارت والاضحیۃ شاۃ یضحی بہا سے البتہ مؤلف کا مقصود بظاہر ثابت ہوتا ہے لیکن اس سے یہ استدلال کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے کہ اضحیۃ سے شاۃ ہی مراد ہوتا ہے دیکھو غیاث صـ۳۵۰ میں اضحیہ کا یہ معنے لکھا گیا ہے آنکہ در عید اضحی شتر یا گوسفند ذبح کنند اسمیں گاؤ و بکری کا ذکر نہیں تو کیا اس سے کوئی استدلال کر سکتا ہے کہ گاؤ و بکری اضحیہ کے جانور نہیں۔ اس کے علاوہ جب شارع سے ابل

بقر غنم سب اضحیہ کے جانور ہین اور خود مؤلف کو اس سے انکار نہین کیونکہ مؤلف ص۱۶ مین گاؤ و شتر کی قربانی کے قائل ہو چکے ہین تو یہان اضحیہ سے شاۃ ہی مراد لینے پر مؤلف کے پاس کیا دلیل ہے اگر وہی عبارت قاموس کی دلیل ہے تو سوال یہ ہے کہ مؤلف جو گاؤ وغیرہ کے قربانی کے قائل ہین تو کیون قائل ہین۔
اس کے علاوہ اُن ساتون صحابہ کا سات درہم کو جانور خریدنا اور ذبح کے وقت اُس کے اعضا کو چھ صحابہ کا پکڑنا اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ جانور شاۃ نہین تھا بلکہ بقر تھا اور جب وہ جانور بقر تھا تو اُس سے مؤلف کا یہ دعوے کہ اضحیہ مین مختلف ابیات کا شریک ہونا جائز نہین غلط ہوگیا کیونکہ وہ ساتون صحابہ رض اہل بیت واحد سے نہ تھے۔ رہی یہ تاویل کہ وہ صحابہ رفقہ واحدہ تھے لہذا وہ بمنزلہ بیت واحد کے ہوگئے سو ایک خانہ ساز بات ہے اس سے کچھ حاصل نہین ہوسکتا۔

(مؤلف کا چوتھا استدلال)

مؤلف بحوالہ ابن ماجہ وغیرہ عطا ابن یسار سے یہ نقل فرماتے ہین سألت ابا ایوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان الرجل فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ عنہ وعن اہل بیتہ فیاکلون ویطعمون ثم تباہی الناس فصار کما تری الخ

(مؤلف کے اس استدلال پر بحث)

مؤلف کے اس استدلال پر یہ بحث ہے کہ عہد نبوت کا کوئی واقعہ اضحیہ اس حکایت کے موافق نہین بلکہ عہد نبوت ؑ کے تمام واقعات اضحیہ اس کے مخالف اور مزاحم ہین چنانچہ صحیح مسلم ص۱۵۴ ج۲ مین ابو بردہ بن نیار کے واقعہ اضحیہ مین اُنکا یہ قول ہے وانی عجلت نسیکتی لاطعم اہلی وجیرانی واہل داری۔
اور نیز ابن ماجہ ص۲۳ مین ایک دیگر صحابی رض کے واقعہ ضحیہ مین اُنکا یہ قول ہے ذبحت قبل ان اصلی لاطعم اہلی وجیرانی ابو بردہ رض اور نیز اُن دیگر صحابی رض کے قول سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ان لوگون نے جو اضحیہ کیا تھا وہ اپنے ہی طرف سے کیا تھا اور اپنے اہل کو اسمین شریک نہین کیا تھا پس زمانہ نبوت مین اگر مضحی کے اضحیہ مین اُس کے اہل کی شرکت کا دستور ہوتا جیسا کہ ابو ایوب انصاری رض کی حکایت سے ثابت ہوتا ہے تو لامحالہ ابو بردہ رض اور وہ دیگر صحابی بھی ایسا ہی کرتے یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی ہدایت فرماتے لیکن جب اُن لوگون نے ایسا نہین کیا اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو اسکی ہدایت فرمائی تو وہ حکایت مذکورہ ان واقعات سے منقوض ہوگئی۔ علی ہذا القیاس عقبہ بن عامر رض کے واقعہ اضحیہ مین اُن کے قول فصارت لی جذعۃ کے جواب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ضح بہا انت ولن تجزی عن احد بعدک سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ شاۃ واحدہ مین مضحی کے اہل کی شرکت کا دستور نہ تھا اسواسطے کہ اگر شرکت کا دستور ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مذکور کے بعد عقبہ بن عامر رض اپنے اہل کی شرکت کا مسئلہ پوچھتے کیونکہ آپ کے قول مذکور سے تو اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اضحیہ جذعہ سوائے عقبہ بن عامر رض کے دوسرے

کے لیے درست نہین ہے۔ لیکن اس سے عقبہ بن عامرؓ کے اہل کی شرکت کا کچھ فیصلہ نہین ہوتا لہذا اگر مضحی کے اضحیہ مین اُس کے اہل کی شرکت کا دستور ہوتا تو عقبہ بن عامرؓ بوجہ جذعہ ہونے کے ضرور آپ سے اس کو دریافت فرماتے یعنے یہ دریافت فرماتے کہ جذعہ جو آپ نے ہمارے لیے خاص کیا ہے آیا اسمین ہمارے اہل شریک ہون یا نہین یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق کوئی حکم سُنادیتے اور جب عقبہ بن عامرؓ نے اسکو آپ سے دریافت نہین فرمایا اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی حکم سُنایا تو اس سے صاف واضح ہوگیا کہ مضحی کے اضحیہ مین اُس کے اہل کی شرکت کا دستور نہین تھا۔ پس اس واقعہ سے بھی وہ روایت ابوایوب الانصاری رضؓ کی منقوض ہوگئی۔ اس کے علاوہ صحیح بخاری صفحہ ۸۳۲ ج ۲ مین براء بن عازبؓ کی روایت مین آپکا یہ ارشاد ہے ومن ذبح قبل فانما ہو لحم قدمہ لاہلہ لیس من النسک فی شئی آپ کے اس ارشاد سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مضحی کی اضحیہ مین اُسکے اہل کی شرکت کا دستور نہین تھا کیونکہ اگر اسکا دستور ہوتا تو آپ اُس مضحی کی نسبت ہو لحم قدمہ لاہلہ نہ فرماتے۔ فتدبر

اور نیز صحیح بخاری صفحہ ۸۳۴ ج ۲ مین ہے وامر ابوموسی بناتہ ان یضحین بایدیہن حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۱۰ ج ۱۶ مین لکھتے ہین وصلہ الحاکم فی المستدرک ووقع لنا بعلو فی جزء من کلاہما من طریق المسیب بن رافع ان اباموسی کان یامر بناتہ ان یذبحن نسائکہن بایدیہن وسندہ صحیح الخ اس اثر سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاۃ واحدہ مین شرکت کا دستور نہ تھا کیونکہ اگر شرکت کا دستور ہوتا تو ابوموسیٰ رضؓ کی لڑکیون کی قربانیان الگ الگ کیون ہوتین اور خود ابوموسیٰؓ ان قربانیون مین شریک کیون نہ تھے۔

بہرکیف ان تمام واقعات و روایات سے یہ بخوبی واضح ہوگیا کہ شاۃ واحدہ مین شرکت کا دستور زمانہ نبوتؐ مین نہین تھا اور جب زمانہ نبوتؐ مین شرکت کا دستور نہین تھا تو اب لامحالہ روایت ابوایوب انصاری رضؓ مین عن اہل بیتہ اپنے حقیقی معنی پر محمول نہین ہوسکتا ہے بلکہ معنے مجازی پر محمول ہوگا۔ کیونکہ حقیقی معنی پر محمول ہونے سے واقعات مذکورہ بالا اور روایت ابوایوب انصاریؓ مین تعارض ہوتا ہے اب معنے مجازی یا تو اس اعتبار سے ہے کہ چونکہ مضحی کو اضحیہ سے اپنے اہل وعیال کو گوشت کھلانا مقصود ہوتا ہے۔ لہذا اس مقصود کے تعلق سے اضحیہ کا انتساب مضحی کے اہل بیت کی طرف مجازاً ہے۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا مسلک حدیث ابوایوب انصاری کی تاویل مین یہی ہے چنانچہ مصفی صفحہ ۱۸۰ ج ۱ مین لکھتے ہین۔ پس نسبت اضحیہ بنام اہل بیت مجاز است بنابر آنکہ انتفاع باضحیہ ومساعدت بر آن از انہا ست الخ اور صفحہ محولہ بالا کے حاشیہ پر جناب شاہ صاحبؒ مسوی مین لکھتے ہین ونسبتہ الی اہل بیتہ علی معنے انہم یساعدونہ فی التضحیۃ وما یکون لحمہا وینتفعون بہا الخ۔

اور اس طرح کا انتساب مجازی تو خود ابوبردہ رضؓ کے واقعہ اضحیہ مین بھی موجود ہے چنانچہ صحیح مسلم صفحہ ۱۵۴ کی ایک روایت مین ابوبردہ رضؓ کا یہ قول ہے قد نسکت عن ابن لی حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۵ ج ۱۰ مین

لکھتے ہین ووقع فی روایۃ فراس عن الشعبی عند مسلم فقال خالی یا رسول اللہ قد نسکت عن ابن لی وقد استشکل ہذا وظہر لی ان مرادہ انہ ضحی لاجلہ للمعنی الذی ذکرہ فی اہلہ وجیرانہ الخ

یا عن اہل بیتہ اس اعتبار سے ہے کہ صاحب خانہ کے ذبح سے اُس کے اہل بیت سبکدوش ہو جاتے ہین امام مالک رح کے نزدیک عن اہل بیتہ کی یہی تاویل ہے ولہذا امام مالک رح نے ابو ایوب انصاری رض کی روایت پر موطا مین یون باب منعقد کیا ہے باب الضحیۃ سنۃ کفایۃ لاہل بیت

اور اگر عن اہل بیتہ کا ظاہری معنے تسلیم کر لیا جاوے تو بھی اس سے استدلال درست نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ روایت ابو ایوب انصاری رض ایک مرفوع حکمی روایت ہے اور روایات مذکورہ بالا حقیقۃً مرفوع ہین لہذا مرفوع حقیقی کے مقابلہ مین مرفوع حکمی روایت حجت نہین ہو سکتی ہے ۔

اُس کے علاوہ خود مؤلف بھی اس روایت سے استدلال نہین کر سکتے ہین اسواسطے کہ مؤلف صہ ۱۶ کی منہیہ مین قول صحابہ رض کے متعلق یہ لکھتے ہین والحق انہ لیس بحجۃ سواء کان للرای فیہ مدخل ام لا حالانکہ تمام اصول حدیث کی کتابون مین یہ مرقوم ہے کہ صحابہ رض کے وہ اقوال جو من قبیل مالا یدرک بالرای ہین وہ حکماً مرفوع ہین اور جب مؤلف کے نزدیک صحابہ رض کے ایسے اقوال جو اصولاً حکماً مرفوع ہین وہ حجت نہین تو صحابہ رض کے وہ افعال جو باضافت عہد نبوت صلعم واقع ہین وہ مؤلف کے نزدیک کیونکر حجت ہو سکتے ہین اسواسطے کہ ایسے افعال اصولاً آخر حکماً ہی تو مرفوع ہین ۔

یہ بھی واضح رہے کہ مؤلف نے ابو ایوب انصاری رض کی روایت کی تائید مین ایک روایت ابو سریحہ رض کی بحوالہ ابن ماجہ نقل فرمایا ہے لفظ اُسکا یہ ہے حملنی اہلی علی الجفاء بعد ما علمت من السنۃ کان اہل البیت یضحون بالشاۃ والشاتین والآن یبخلنا جیراننا الخ لیکن یہان بھی انتساب وہی انتساب مجازی ہے جسکی تقریر اوپر گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہین ۔

یہ بھی واضح رہے کہ مؤلف نے ابو ایوب رض انصاری کی روایت کی تائید مین ایک دوسری روایت بھی بلا حوالہ کتاب نقل فرمایا ہے لفظ اُسکا یہ ہے لا ذبیحۃ لغیر اللہ ولا ذبیحۃ علیکم الا واحدۃ اضحیۃ لعشر ذی الحجۃ الشاۃ عن الرجل واہلہ الخ اخرجہ ابن قانع عن ابن عمرو بن حریث عن ابیہ الخ لیکن منتخب کنز العمال مین ہمکو یہ روایت بعینہا اسی طرح پر ملگئی ۔ باقی مؤلف نے جو اُسکو فرمودہ رسول قرار دیا ہے غلط ہے اسواسطے کہ عن ابیہ کے بعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ مذکور نہین ۔ اس کے علاوہ اس کے رجال مذکور نہین معلوم نہین وہ رجال کیسے ہین اور ابن قانع تو خود مختلف فیہ ہین ۔ جناب شاہ عبد العزیز صاحب رح بستان المحدثین صہ ۹۵ مین لکھتے ہین برقانی گفتہ است کہ علماء بغداد او را توثیق میکنند و معتبر میشمارند و نزد من ضعیف ست و دارقطنی گفتہ است حافظ خوب داشت اما خطا میکرد و خطیب گفتہ است کہ در آخر عمر او را اختلال عقل و سوء حفظ رو داد الخ

بہر کیف جب رجال مذکور نہین تو اس سے استدلال صحیح نہین ۔ اس کے علاوہ یہ روایت موقوف ہے

لہذا مؤلف اس سے استدلال کیونکر کرسکتے ہین اسواسطے کہ موقوف روایت تو مؤلف کے نزدیک کسی حالت مین حجت ہی نہین ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ روایات مبحوثہ عنہا کے بعد مؤلف نے بہت سی عبارتین اپنے دعوے کی تائید مین نقل فرمائی ہین۔ لیکن اُن تمام عبارتون کا دارومدار زیادہ تر انھین ابوایوب انصاری رضی کی روایت پر ہے لیکن جب ہم ابوایوب انصاری رضی کی روایت پر شافی بحث کرچکے تو اب مؤلف کی عبارت منقولہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر محض ناظرین کی دلچسپی کے خیال سے علی سبیل الاختصار بدون نقل عبارات مشارالیہا الا نادراً ہم ان عبارات پر بحث کرتے ہین۔

پہلے مؤلف مرحوم نے محلی کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور یہ عبارت بعینہا عبارت خطابی ہے جو مؤلف کی سابقہ تائید عـ۲ مین گذر چکی ہے لہذا اسکا جواب نمبر مذکور کے جواب سے حاصل کرلین۔

اسکے بعد مؤلف نے التعلیق الممجد کی عبارت کو نقل فرمایا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ مالک اور احمد اور لیث اور اوزاعی نے شاۃ واحدہ مین شرکت کو جائز قرار دیا ہے اسکا بھی جواب تائید سابقہ عـ۲ کے جواب سے حاصل کرلین۔

اسکے بعد مؤلف نے حضرت علی رضی کی ایک روایت کو بحوالہ ابن ابی الدنیا نقل فرمایا ہے جس کا لفظ یہ ہے انہ کان یضحی بالضحیۃ الواحدۃ عن جماعۃ اہلہ لیکن معلوم نہین کہ اسکی سند کیسی ہے کیونکہ اس کے رجال مذکور نہین۔ اس کے علاوہ اس روایت مین شاۃ مذکور نہین بلکہ ضحیہ مذکور ہے لہذا احتمال ہے کہ ضحیہ سے شاۃ مراد نہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی کے اہل سات سے زیادہ نہ رہے ہون اور پھر یہ تو ایک موقوف روایت ہے مؤلف کو اس سے کیا سروکار۔

اسکے بعد مؤلف نے شاۃ واحدہ مین شرکت کو امام ابوحنیفہ رح کا بھی مذہب قرار دیا ہے اس دلیل سے کہ آپکا یہ قول ہے اذا صح الحدیث فھو مذہبی کیا خوب! امام صاحب پر کیا موقوف ہے تمام ائمہ کا بھی کلام اسی کے مثل ہے پھر یہ اختلاف مذاہب کیون ہے۔

اسکے بعد مؤلف نے تخریج زیلعی کی عبارت کو نقل فرمایا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہمارے مذہب مین شاۃ واحدہ مین شرکت درست نہین ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ اضحیہ عن الامۃ سے اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے۔ اور نیز حاکم کی روایت مین عبداللہ بن ہشام سے یہ مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ الواحدۃ عن جمیع اہلہ لیکن تعجب ہے کہ زیلعی ایسا قابل اور وسیع النظر شخص ہوکر ان روایات کیوجہ سے تردد مین پڑگیا حالانکہ روایات اضحیہ عن الامۃ سے اسکا استدلال ہرگز درست نہین ہے جیساکہ ہم مفصل بحث اس کے متعلق سابقاً کرچکے ہین اور حاکم کی روایت موقوف ہے نہ کہ مرفوع جیساکہ ہم صحیح بخاری و مسند احمد سے اسکا موقوف ہونا ثابت کرچکے ہین۔

اسکے بعد مؤلف فرماتے ہین کہ شاۃ واحدہ مین صاحب خانہ اور اُسکے اہل کا شریک ہونا تمام صحابہؓ سے ثابت ہے جیساکہ ترمذی وغیرہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے لیکن ترمذی وغیرہ کی روایت کی جو تاویل ہمنے کی ہے اُسکے رو سے تو ایک صحابی رضؓ کا یہ مذہب نہین ٹھہرتا چہ جائیکہ تمام صحابہؓ کا اور وہ تاویل بحولہ تعالیٰ ایسی خدا لگتی تاویل ہے جس کے تسلیم سے کسی کو انکار نہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسکے بعد مؤلف فرماتے ہین کہ محققین محدثین وجمہور سلف کا بھی یہی مذہب ہے سوائے حنفیہ وثوری وعبداللہ بن المبارک کے لیکن مؤلف کا یہ ایک غلط خیال ہے اسواسطے کہ جمہور اضحیہ کو سنت کفایہ لکھتے ہین لہذا اسکا انتساب جمہور کی جانب صحیح نہین جسکی بحث تمام وکمال سابقاً گذر چکی ہے ہان بعض محققین سنت کفایہ کے مطلب ادا کرنے مین غلطی کھا گئے ہین۔

اسکے بعد مؤلف نے زاد المعاد کی عبارت کو نقل فرمایا ہے صاحب زاد المعاد نے انھین ابوایوب انصاری کی روایت سے استدلال فرمایا ہے لیکن اگر صاحب زاد المعاد نے اس خصوص کی دیگر روایتون کو بھی ملاحظہ فرمایا ہوتا جنکو ہم نقل کر چکے ہین تو غالباً ابوایوب انصاریؓ کی ظاہر روایت سے استدلال نہ فرماتے۔ بہرکیف یہ مسئلہ تو بہت صاف تھا اور اسمین کوئی جھگڑا نہ تھا مگر ایسے ایسے علماء کے استدلال سے اس مین ایک بیچیدگی ضرور آگئی تھی الحمد للہ کہ آج وہ بیچیدگی دفع ہوگئی اور اُمید ہے کہ آیندہ بھی دفع رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد مؤلف نے سبل السلام وفتح العلام کی عبارت کو نقل فرمایا ہے اسمین بھی انھین ابوایوب انصاری رضؓ کی روایت سے استدلال ہے اور ظاہر ہے کہ ان لوگون کا یہ استدلال کوئی ذاتی استدلال نہین بلکہ انھین صاحب زاد المعاد وغیرہ کے استدلال کی تقلید کی گئی ہے بہرکیف الاستدلال الاستدلال والجواب الجواب۔

اسکے بعد مؤلف نے نیل الاوطار کی ایک طویل عبارت کو نقل فرمایا ہے پہلے امام شوکانی نے انھین ابوایوب انصاری رضؓ کی روایت سے استدلال فرمایا ہے۔ اور چونکہ روایت ابوایوب انصاریؓ مین اُس فعل اضحیہ کی اضافت بعہد نبوتؐ ہے لہذا علامہ شوکانی لکھتے ہین والظاہر اطلاعہ لیکن جب علامہ ممدوح کے نزدیک مجرد کسی فعل کی اضافت بعہد نبوت ہونے سے وہ فعل قابل التسلیم ہوجاتا ہے تو بیع امہات الاولاد کے جواز مین جو روایتین جابر بن عبد اللہ رضؓ سے باضافت عہد نبوتؐ واقع ہین وہ کیون نہین علامہ ممدوح کے نزدیک قابل التسلیم ٹھہرین۔ چنانچہ علامہ ممدوح نیل الاوطار صفحہ ۳۷۶ جلد ۵ مین لکھتے ہین وقد تمسک القائلون بالجواز بحدیث جابر المذکورین وحدیث سلامۃ وقد عرفت ان حدیث جابر لیس فیہا ما یدل علی اطلاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی البیع وتقریرہ کما تقدم عن البیہقی الخ

اسکے بعد امام شوکانی نے حدیث علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ سے ابو ایوب انصاری رضہ کی روایت کی تائید کی ہے لیکن جب ابو ایوب انصاری رضہ کی روایت اپنے ظاہر معنے پر محمول نہین تو اگر یہ روایت ضعیفہ تائید بھی کرے تو اس سے علامہ ممدوح کو کیا فائدہ ہوپنچ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایت باعتبار سند و متن دونون کے منظور فیہ ہے مقدمہ رابعہ ملاحظہ ہو۔ اس کے بعد امام شوکانی نے امام نودی رح کے اُس قول کو غلط ٹھہرایا ہے جسکو ہم مقدمہ رابعہ مین نقل کر چکے ہین۔ حالانکہ خود امام شوکانی رح نے نیل الاوطار صـ ۲۸۲ جـ ۳ مین امام نودی کے اُس قول کو نقل فرماکر کچھ کلام نہین کیا ہے بلکہ اُس کو تسلیم کرلیا ہے۔

چنانچہ صفحہ محولہ بالا مین لکھتے ہین وذہب الجمہور الے ان افضل الانواع للمنفرد البدنۃ ثم البقرۃ ثم الضان ثم المعز واحتجوا بان البدنۃ تجزی عن سبعۃ او عشرۃ علی الاختلاف والبقرۃ تجزی عن سبعۃ واما الشاۃ فلا تجزی الا عن واحد بالاتفاق وما کان یجزی عن الجماعۃ اذا ضحی بہا الواحد کان افضل مما یجزے عن الواحد ہکذا حکی النودی الاتفاق علی ان الشاۃ لا تجزی الا عن الواحد الخ اور جب خود امام شوکانی نے امام نودی کے اُس قول کو تسلیم کرلیا ہے تو پھر اُسکو یہان غلط ٹھہرانا اپنے کلام مین تعارض پیدا کرنا ہے۔ اس کے بعد امام شوکانی لکھتے ہین کہ شاید جو لوگ شاۃ واحدہ مین شرکت کے قائل نہین ہین وہ اسوجہ سے ہو کہ اُن لوگون نے اضحیہ کو ہدی پر قیاس کیا ہو حالانکہ اضحیہ کا قیاس ہدی پر فاسد الاعتبار[1] ہے لیکن یہ امام شوکانی کا ایک تفرد بلا وجہ ہے والا اضحیہ کا قیاس ہدی پر فاسد الاعتبار نہین۔ مقدمہ ثانیہ ملاحظہ ہو اور نیز مقدمہ ثالثہ بھی اس کے علاوہ اس مسئلہ کا مدار کچھ قیاس ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ روایات مرفوعہ و اتفاق علما پر ہے بلکہ روایات مرفوعہ کو ہم بجواب حدیث ابو ایوب انصاری نقل کر چکے ہین اور بعض روایات مرفوعہ کو ہم مقدمہ رابعہ مین نقل کر چکے ہین اور اسی مقدمہ رابعہ مین اتفاق علما کو بھی نقل کر چکے ہین اور انھین علما مین امام شوکانی بھی شامل ہین۔

اسکے بعد مؤلف نے چند عبارتین نواب صاحب بھوپال کی نقل فرمائی ہین جنکا جواب انھین مذکورات سے واضح ہے تفصیل کی ضرورت نہین۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہان پر مؤلف نے جذعہ ضان کی بھی بحث چھیڑی ہے وہ یہ کہ جب جذعہ ضان کی قربانی مطلقاً درست ہے تو جس طرح شاۃ واحدہ جمیع اہل بیت کی طرف سے درست ہے اسی طرح

---

[1] لیکن مؤلف کے دعوے دوم کے جواب مین جو عبارت نیل الاوطار کی منقول ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شوکانی کے نزدیک اضحیہ کا قیاس ہدی پر فاسد الاعتبار نہین کیونکہ اگر فاسد الاعتبار ہوتا تو روایت اضحیہ عن سبعۃ کا جواب روایات ہدی سے نہ دیتے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

جذعہ ضان بھی جمیع اہلبیت کی طرف سے دارست ہے لیکن مؤلف پہلے شاۃ واحدہ مین جمیع اہل بیت کی شرکت کو ثابت تو کرلین۔ اسکے علاوہ جذعہ ضان کی قربانی مطلقاً ہرگز درست نہین ہے اسواسطے کہ حدیث لاتذبحوا الامسنۃ الاان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان رواہ مسلم کے خلاف ہے اور حدیث نعم الاضحیۃ الجذع من الضان جسکو مؤلف نے نقل فرمایا ہے وہ ضعیف ہے اس کے علاوہ اسکا رفع صحیح نہین نصب الرایہ صـ۲۱۵ ج۳ مین ہے اخرجہ الترمذی الی قولہ وقال حدیث غریب وقد روی عن ابی ہریرۃ موقوفا وقال فی علله الکبیر سالت محمد بن اسمعیل عن ہذا الحدیث فقال رواہ عثمان بن واقد فرفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ورواہ غیرہ فوقفہ علی ابی ہریرۃ وسالتہ عن اسم ابی کباش فلم یعرفہ الخ۔

اور حافظ ابن حجر فتح الباری صـ۱۲ ج۱۰ مین لکھتے ہین وحدیث ابی ہریرۃ رفعہ نعمت الاضحیۃ الجذعۃ من الضان اخرجہ الترمذی وفی سندہ ضعف الخ اور اسکے بعد مؤلف نے جو حدیث خیر الاضحیۃ الکبش الاقرن کو نقل فرمایا ہے سو قطع نظر اسکے کہ وہ ضعیف ہے یہان اُسکا تعلق نہین اسواسطے کہ اسمین جذعہ ضان کا ذکر نہین۔ اس کے بعد مؤلف نے بحوالہ[1] ابوداؤد حدیث ام ہلال کو نقل فرمایا ہے جسکا لفظ یہ ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یجوز الجذع من الضان اضحیۃ لیکن ام ہلال سے جو محمد بن ابی یحیی کی والدہ نے روایت کیا ہے اُنکا ترجمہ کتب رجال مین نہین ملتا ہے اس کے بعد مؤلف نے بحوالہ صحیحین حدیث عقبہ بن عامر رض کو نقل فرمایا ہے جسکا لفظ یہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر التضحیۃ بالجذع من الضان لیکن صحیحین[2] مین اُن کے واقعہ اضحیہ مین جذعہ ضان کا ذکر نہین بلکہ مطلق جذعہ کا لفظ آیا ہے لیکن چونکہ دیگر روایتون مین عتود کا لفظ آگیا ہے لہذا جذعہ کی تعیین ثابت ہوگئی کہ وہ جذعہ معز تھا کیونکہ عتود خاص جذعہ معز کو کہتے ہین۔ امام نووی شرح مسلم صـ۱۵۵ ج۲ مین لکھتے ہین قال اہل اللغۃ العتود من اولاد المعز خاصۃ وہو مارعی وقوی الخ اور حافظ ابن حجر فتح الباری صـ۹ ج۱۰ مین لکھتے ہین قال ابن بطال العتود الجذع من المعز ابن خمسۃ اشہر وہذا یبین المراد بقولہ فی الروایۃ الاخری عن عقبۃ کما مضی قریبا جذعۃ وانہا کانت من المعز الخ بنا برعلیہ عقبہ بن عامر رض کی وہ روایت جو صحیحین مین ہے اُسکا ذکر یہان بے موقع ہے۔ بہرکیف اگر ہم بعض روایات مطلقہ کو صحیح بھی مان لین تو بھی وہ اعسار ہی کی حالت پر محمول ہونگی بلکہ بعض روایات مطلقہ مین اعسار کا ذکر بھی آگیا ہے۔ چنانچہ

---

[1] یہ حوالہ غلط ہے کیونکہ ابوداؤد مین یہ روایت نہین ہے بلکہ ابن ماجہ مین ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

[2] ہان نسائی صـ۲۰۲ ج۲ مین عقبہ بن عامر رض سے یہ مروی ہے ضحینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجذع من الضان لیکن یہ دوسرا واقعہ ہے صحیحین کی روایت کا یہ واقعہ ہرگز نہین ہے اور مؤلف سے اس غلطی کی وجہ یہ ہوئی کہ مؤلف نے جو کچھ یہان لکھا ہے وہ نواب صاحب کی کتاب بدور الاہلہ سے بلکہ کتاب مذکور کی عبارت بعینہا کو نقل فرمایا ہے کتاب مذکور کا صفحہ ۳۴۲ ملاحظہ ہو اور نواب صاحب سے غلطی کی وجہ یہ ہے کہ کتاب مذکور علامہ شوکانی کی سیل الجرار کا ترجمہ ہے پس اصل غلطی غالبًا امام شوکانی کی ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ابن ماجہ صـ۲۳۴ مین بطریق عاصم بن کلیب عن ابیہ یہ مروی ہے۔ قال کنا مع رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہ مجاشع من بنی سلیم فعزت الغنم فامر منادیا فنادی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول ان الجذع یوفی مما توفی منہ الثنیۃ الخ رہا یہ کہ امام نووی رحمہ نے حدیث لاتذبحوا الامسنۃ کی تاویل کی ہے چنانچہ شرح مسلم صـ۱۵۵ ج۲ مین لکھتے ہین قال الجمہور ہذا الحدیث محمول علی الاستحباب والافضل وتقدیرہ یستحب لکم ان لاتذبحوا الامسنۃ فان عجزتم فجذعۃ ضان ولیس فیہ تصریح بمنع جذعۃ الضان وانہا لاتجزی بحال وقد اجمعت الامۃ علی انہ لیس علی ظاہرہ لان الجمہور یجوزون الجذع من الضان مع وجود غیرہ وعدمہ وابن عمر والزہری یمنعانہ مع وجود غیرہ وعدمہ فتعین تاویل الحدیث علی ما ذکرنا من الاستحباب الخ سو امام نووی کی یہ تاویل ہرگز درست نہین ہے۔ اسواسطے کہ اس تقدیر پر جذعہ ضان کی کوئی خصوصیت نہین جذعہ معز کی بھی قربانی درست ٹھہر جائیگی اور قید اعسار بیکار ہو جاویگی۔ حالانکہ انھین جمہور کے نزدیک جذعہ معز کی قربانی کسی حالت مین درست نہین پس واقعی اگر جمہور نے یہ تاویل کی ہے تو یہ تاویل خود اُن کے حق مین مضر ہے اس کے علاوہ جب تاویل مذکور کی وجہ سے جذعہ ضان اور جذعہ معز دونون کی قربانی علی السوا ٹھہری تو پھر جذعہ ضان کی قربانی حدیث مذکور مین اعسار کی حالت مین کیون ہے اور پھر ابو بردہ بن نیار رضہ جذعہ معز کی قربانی کے ساتھ مخصوص کیونکر ہو سکتے ہین اور آپ کا قول ولن تجزی من احد بعدک مستقیم کیونکر رہ سکتا ہے تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے بھی اس تاویل کو تسلیم کر لیا ہے حالانکہ یہ تاویل کسی طرح تسلیم کے لائق نہین۔ باقی امام نووی رحمہ نے جو یہ لکھا ہے کہ حدیث لاتذبحوا الخ مین جذعہ ضان کے ممانعت کی تصریح نہین ہے کمال تعجب ہے اسواسطے کہ لاتذبحوا سے بڑھکر اور ممانعت کی کیا تصریح ہوگی اور جب حدیث مذکور مین جذعہ ضان اعسار کی حالت مین درست ہے تو امام نووی کا یہ قول وانہا لاتجزی بحال بھی تعجب سے خالی نہین۔

(مؤلف مرحوم کا ایک دوسرا دعویٰ)

مؤلف مرحوم جب شاۃ واحدہ اور جذعہ ضان کی بحث سے فارغ ہو گئے تو اب اخیر مین ابل وبقر کی نسبت مؤلف کا یہ دعویٰ ہے کہ جب شاۃ واحدہ کل اہلبیت کی طرف سے درست ہے تو ابل وبقر تو بدرجہ اولیٰ کل اہلبیت کی طرف سے درست ہوگا۔ اس کے علاوہ صحیحین مین حضرت جابر رضہ وعائشہ رضہ سے یہ مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عن ازواجہ بالبقر اور ظاہر ہے کہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سات سے زیادہ تھے اس کے بعد ایک روایت رزین کی بحوالہ تیسیر الوصول حضرت ابن عمر رضہ سے نقل فرمائی ہے وہ روایت یہ ہے کان یقول لاتذبح البقرۃ الا عن انسان واحد ولا الشاۃ الا عن انسان واحد ولا البدنۃ الا عن انسان واحد وقال لا یشترک فی النسک الجماعۃ انما یکون ذلک فی اہل البیت الواحد الخ

(مؤلف کے اس دعویٰ پر بحث)

اولاً بحث مؤلف کے اس دعویٰ پر یہ ہے کہ یہ دعویٰ مؤلف کا من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ

شاۃ واحدہ مین شرکت کا دستور عہد نبوت مین ہرگز نہین تھا جیسا کہ متعدد روایات سے ہم نے اسکو ثابت کر دکھلایا ہے اور مؤلف کے استدلالات کا بالخصوص ابوایوب انصاریؓ کی روایت کا بہت ہی معقول اور پاکیزہ جواب دیا گیا ہے جس کے دیکھنے سے غالبًا اب کسی کو اس مسئلہ مین شک وشبہ باقی نہ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ثانیًا حضرت عائشہؓ و حضرت جابرؓ کی روایت سے استدلال صحیح نہین اسواسطے کہ صحیح مسلم صـ۴۲۴ ج ۱ مین حضرت جابرؓ کا یہ قول ہے ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ بقرۃ۔

اور نیز صفحہ محولہ بالا مین امام مسلم فرماتے ہین و فی حدیث ابن بکر عن عائشۃ بقرۃ فی حجتہ الخ

اور نیز مسند احمد صـ۳۷۵ ج ۳ مین حضرت جابرؓ کی روایت مین ہے نحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ بقرۃ فی حجتہ۔

اور نیز مسند احمد صـ۱۶۵ ج ۶ مین حضرت عائشہ کی روایت مین ہے فذبح عنہا بقرۃ۔

اور خود مؤلف صـ۳۰ کی منہیہ مین بحوالہ نسائی ابوہریرہؓ سے یہ نقل فرماتے ہین ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمن اعتمر من نسائہ فی حجۃ الوداع بقرۃ منہن۔

مؤلف کی منقولہ روایات سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ بقرہ واحدہ آپکی کل ازواج کی طرف سے ذبح نہین ہوا تھا بلکہ اُن ازواج کی طرف سے جو معتمرہ تھین اور جب خود مؤلف کی منقولہ روایت سے کل ازواج کی طرف سے بقرہ واحدہ ذبح نہین ہوا تھا تو مؤلف کا یہ استدلال خود بصنیع مؤلف غلط ہوگیا۔

اس کے علاوہ مؤلف کی منقولہ روایت سے وہ بقرہ اضحیہ نہین ٹھہرتا بلکہ ہدی تمتع ٹھہرتا ہے اور ظاہر ہے کہ مؤلف کے نزدیک ہدی اضحیہ سے ایک علیٰحدہ چیز ہے لہذا مؤلف کا استدلال اسوجہ سے بھی صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ مؤلف کے نزدیک بھی ہدی مین سات سے زیادہ کی شرکت جائز نہین ہے۔

اور اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ وہ بقرہ واحدہ کل ازواج کی طرف سے اضحیۃً ذبح ہوا تھا تو بھی اس سے استدلال صحیح نہین ہوسکتا ہے۔

علامہ شوکانی نیل الاوطار صـ۳۴۶ ج ۴ مین لکھتے ہین وقد استدل بقول عائشۃ المذکور نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجہ ان البقرۃ تجزی عن اکثر من سبعۃ وقد ثبت فی روایۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحر عن ازواجہ بقرۃ اخرجہا النسائی وابوداؤد وغیرہما وکذا فی صحیح مسلم والظاہر انہ لم تتخلف احد من زوجاتہ یومئذ وہن تسع ولکن لایخفی ان مجرد ہذا الظاہر لاتعارض بہا الاحادیث الصریحۃ الصحیحۃ السابقۃ الجمع علی مدلولہا الخ

رہی روایت ابن عمرؓ کی سو اولًا اُسکے رجال مذکور نہین ثانیًا اُس روایت سے ہدی مین بھی شرکت جائز نہین ٹھہرتی کیونکہ اُسمین لایشترک فی النسک الجماعۃ مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ ہدی مؤلف کے نزدیک اضحیہ سے ایک علیحدہ نسک ہے۔ ثالثًا یہ ابن عمرؓ کا ایک قول ہے اور قول صحابیؓ مؤلف کے نزدیک حجت نہین اگرچہ وہ قول من قبیل مالایدرک بالرائے کیون نہو۔

یہ بھی **واضح** رہے کہ مؤلف اسی کے ضمن مین حضرت جابر رضؓ کی اس روایت کا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نشترک فی الابل والبقر کل سبعۃ منافی بذنۃ یہ جواب دیتے ہین کہ یہ واقعہ ہدی کا ہے اور اضحیہ ہدی سے ایک علیحدہ چیز ہے لہذا اضحیہ کا قیاس ہدی پر صحیح نہین اور جب اضحیہ کا قیاس ہدی پر صحیح نہین تو روایت مذکورہ سے ابل وبقر کل اہل بیت کی طرف سے ذبح ہونا ممنوع نہین ٹھہر سکتا۔

اس کے بعد مؤلف نے ایک روایت دارمی کی نقل فرمائی ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے اشترکوا فی الھدی جس سے مؤلف کا مقصود یہ ہے کہ شرکت ہدی مین ہے اضحیہ مین شرکت درست نہین ہے یعنے اضحیہ ابل وبقر مین مختلف ابیات کے لوگ شریک نہین ہوسکتے ہین ہان اہل بیت واحد کے اشخاص شریک ہوسکتے ہین اگرچہ وہ تعداد مین ایک سو ہون۔

اسکے بعد بحوالہ ترمذی وغیرہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ نقل فرماتے ہین کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرۃ سبعۃ وفی الجزور عشرۃ چونکہ اس روایت سے اضحیہ ابل وبقر مین شرکت ثابت ہوتی ہے لہذا مؤلف اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ اولاً یہ حدیث بقرہ واحدہ مین تجدید اشتراک ہفت کس پر دلالت نہین کرتی و بر تقدیر تسلیم مانحن بصدد اثباتہ کے (یعنے بقرہ واحدہ کل اہل بیت کی جانب سے ذبح ہونا) مضر نہین اسواسطے کہ حدیث مذکور مین مشترکین اہل بیت واحد سے نہ تھے کما ہو الظاہر

(مؤلف کی ان تمام باتون پر **بحث**)

اولاً بحث یہ ہے کہ مؤلف کی یہ ایک غلط تحقیق ہے کہ ہدی اضحیہ سے ایک علیحدہ چیز ہے حالانکہ ہدی اضحیہ سے علیحدہ نہین جیسا کہ ہم مقدمہ ثانیہ مین اسکو بخوبی ثابت کر چکے ہین۔ اور جب ہدی اضحیہ سے علیحدہ نہین تو اضحیہ بقر مین بھی شرکت سات سے زیادہ درست نہین ہوسکتی ہے۔

اسکے علاوہ علامہ شوکانی نیل الاوطار صفحہ ۳۵۴ ج ۴ مین لکھتے ہین واما البقرۃ فتجزی عن سبعۃ فقط فی الھدی والاضحیۃ الخ۔

اور حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۴۴۰ ج ۲ مین لکھتے ہین وتبین توجیہ الاستدلال بہ علی جواز الاشتراک فی الھدی والاضحیۃ الخ

ثانیاً اشترکوا فی الھدی سے آپکا یہ مطلب نہین کہ اضحیہ مین شرکت درست نہین ہے بلکہ واقعہ حدیبیہ مین چونکہ لوگون کو شرکت کا مسئلہ معلوم نہین تھا لہذا آپنے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

اسکے علاوہ روایت ابن عباسؓ منقولہ مؤلف سے اشتراک فی اضحیۃ البقر ثابت ہے اور اس سے مؤلف کو بھی انکار نہین ہان مولف اسقدر فرماتے ہین کہ وہ مشترکین اہل بیت واحد سے نہ تھے پس مؤلف کے اس اقرار سے مؤلف کا وہ خیال کہ اضحیہ بقر مین مختلف ابیات کے لوگ شریک نہین ہوسکتے ہین خود بقول مؤلف ہبائً منثورا ہوگیا۔ اور ابن عمر رضؓ کی روایت مذکورہ بدعوی دوم مؤلف مین جو ابن عمر رضؓ کا یہ قول ہے

لانذبح البقرة الاعن انسان واحد خود مؤلف کے اقرار سے غلط ہوگیا۔

اور چونکہ مشترکین رفقہ واحدہ ہین اور مؤلف کے نزدیک رفقہ واحدہ بمنزلہ اہلبیت واحد کے ہین لہذا اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اہل بیت واحد کے اضحیہ بقر مین سات سے زیادہ شریک نہین ہوسکتے ہین - رہا مؤلف کا یہ خیال کہ یہ حدیث اشتراک ہفت کس کی تحدید پر دلالت نہین کرتی سو یہ ایک غلط خیال ہے اسواسطے کہ یہ شرکت آپ کے سامنے کی ہے وبر تقدیر تسلیم تو پھر اس مین اہلبیت واحد کی خصوصیت کیا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر تو مختلف ابیات کے اشخاص گو وہ ہزارون لاکھون ہون اضحیہ بقرہ واحدہ مین شریک ہوسکتے ہین۔

اسکے بعد مؤلف نے چند عبارتین نواب صاحب بھوپال کی اس امر کے ثبوت مین کہ ہدی اضحیہ سے ایک علٰحدہ چیز ہے نقل فرمائی ہین۔ لیکن نواب صاحب نے کوئی وجہ علٰحدگی کی تحریر نہین فرمائی ہے اسکے علاوہ جب نواب صاحب کے نزدیک ہدی اضحیہ سے ایک علٰحدہ چیز ہے تو پھر کیون نوابصاحب روضۃ الندیہ صفحہ ۱۲۰ مین یہ لکھتے ہین ویعتبر فی الھدایا ما یعتبر فی الضحایا۔

اصل یہ ہے کہ یہ فرق ایجاد کردہ علامہ شوکانی ہے لیکن خود علامہ شوکانی کو اس بارے مین تردد ہے اور وہی تردد نواب صاحب کو بھی ہے لہذا ان دونون صاحبون کا کلام ایک حالت پر نہین ہے کبھی کچھ لکھتے ہین اور کبھی کچھ کما لایخفی علی من طالع تصانیفھم

اسکے بعد مؤلف نے ایک عبارت سبل السلام کی بھی نقل فرمائی ہے لیکن صاحب سبل السلام بھی تو بعض امین علامہ شوکانی کے قدم بقدم ہین۔ اس کے علاوہ مجرد اقوال علماء سے کچھ فائدہ نہین۔ ہر جگہ دلیل کی ضرورت ہے۔

اسکے بعد مؤلف فتح الباری سے یہ نقل فرماتے ہین (قولہ ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجہ بالبقرة) واستدل بہ الجمھور علی ان ضحیۃ الرجل تجزی عنہ وعن اہل بیتہ وخالف فی ذلک الحنفیۃ وادعی الطحاوی انہ مخصوص اومنسوخ ولم یات لذلک بدلیل قال القرطبی لم ینقل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کل واحدة من نسائہ باضحیۃ مع تکرار سنی الضحایا ومع تعددھن والعادة تقضی بنقل ذلک لو وقع کما نقل غیر ذلک من الجزئیات ویؤیدہ ما اخرجہ مالک وابن ماجۃ والترمذی وصححہ من طریق عطاء ابن یسار الخ

(صاحب فتح الباری کے اس کلام پر **بحث**)

یہ ہے کہ حافظ ابن حجر کا یہ انتساب بجانب جمہور اگر اس معنے کر ہے کہ صاحب خانہ کی قربانی کرنے سے اُس کے متعلقین سبکدوش ہوجاتے ہین تو صحیح ہے لیکن واقعہ اضحیہ عن ازواجہ سے جمہور استدلال نہین کرسکتے ہین اسواسطے کہ واقعہ اضحیہ عن ازواجہ مین آپ شریک نہین تھے۔

اور اگر اس معنے کر ہے کہ اضحیہ واحدہ مین بیت واحد کے تمام اشخاص شریک ہوسکتے ہین جیساکہ اُن کی

عبارت سے متبادر ہے تواس معنی کا انتساب بجانب جمہور ہرگز صحیح نہین ہے۔ اسواسطے کہ جمہور کے نزدیک اضحیہ سنت کفایہ ہے جیساکہ وہ خود فتح الباری مین لکھ چکے ہین اور مؤلف کی تائید دعم کے جواب مین ہم اُسکو نقل بھی کر چکے ہین اور جب جمہور کے نزدیک اضحیہ سنت کفایہ ہے توشاۃ واحدہ مین یا بقرہ واحدہ مین اہل بیت واحد کے تمام اشخاص عند الجمہور شریک کیونکر ہوسکتے ہین۔

اس کے علاوہ حافظ ابن حجر شاۃ واحدہ مین شرکت کے عدم جواز پر اُسی فتح الباری مین اجماع نقل کر چکے ہین جیساکہ مقدمہ رابعہ مین ہم اُس عبارت کو لکھ چکے ہین تو پھر یہان کس شرکت کا اثبات ہے اور وہان کس شرکت کی نفی ہے۔

رہی مخالفت حنفیہ سو حنفیہ اور جمہور مین بابت عدم اشتراک بشاۃ واحدہ کوئی مخالفت نہین اگر مخالفت ہے توصرف اس امر مین کہ حنفیہ اہل بیت واحد کے حق مین ضحیہ کو نہ سنت کفایہ کہتے ہین اور نہ واجب کفایہ لہذا اُنکے نزدیک صاحب خانہ کے متعلقین اگر صاحب استطاعت ہین تو وہ صاحب خانہ کی اضحیہ سے سبکدوش نہین ہو سکتے ہین اور یہی بات میرے نزدیک بھی صحیح ہے اسواسطے کہ سنت کفایہ یا واجب کفایہ کا جس حدیث پر دارمدار ہے یعنے علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ پر سو اس سے اسکا استدلال کئی باتون کے ثبوت پر موقوف ہے لیکن اُن تمام باتون کا ثابت ہونا خیلے دشوار ہے مقدمہ رابعہ ملاحظہ ہو۔

رہا امام طحاوی کا مخصوص کرنا اس روایت کو سو یہ صحیح نہین اسواسطے کہ امام طحاوی نے صرف دو روایتونکو آپکے ساتھ مخصوص کیا ہے ایک تو وہی روایت ہے جسمین اللہم تقبل من محمد وآل محمد وعن امۃ محمد ہے۔

اور ایک وہ روایت ہے جس مین یہ مذکور ہے کہ آپنے ایک کبش اپنی طرف سے اور اپنے آل کی طرف سے ذبح فرمایا اور ایک کبش امت کی طرف سے ذبح فرمایا لیکن اگر امام طحاوی نے ان روایتون کو آپ کے ساتھ مخصوص کر دیا تو کیا اعتراض ہے اسواسطے کہ امام طحاوی کے علاوہ تمام لوگ اس کے قائل ہین چنانچہ خود حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۵۱۲ جز ۹ مین آپ کے عقیقہ بعد النبوۃ کی بحث مین یہ لکھتے ہین ویحتمل ان یقال ان صح هذا الخبر کان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم کما قالوا فی تضحیتہ عمن لم یضح من امتہ الخ

رہا یہ کہ امام طحاوی نے کوئی دلیل نہین پیش کی تو حافظ ابن حجر نے یہان بحث عقیقہ مین کونسی دلیل اختصاص کی بیان فرمائی ہے۔

علی ہذا القیاس حافظ ابن حجر نے جو حضرت ابن عباس رضہ کی روایت تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میمونۃ وہو محرم کو آپ کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے تو کونسی دلیل خصوصیت کی ارشاد فرمائی ہے اب حافظ ابن حجر کا کلام فتح الباری صفحہ ۱۴۳ جز ۹ مین ملاحظہ ہو وقد عارض حدیث ابن عباس حدیث عثمان لا ینکح المحرم ولا ینکح اخرجہ مسلم ویجمع بینہ وبین حدیث ابن عباس بحمل حدیث ابن عباس علی انہ من خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اس کے علاوہ اضحیہ کی روایات مشار الیہا اگر مخصوص نہین تو اضحیہ بشاۃ واحد من جمیع الامۃ جائز

کیوں نہیں قرار دیا جاتا ہم تو کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ اسکا قائل ہے - اگر قائل ہے تو صرف اہل بیت ولھم کے لیے قائل ہے - لیکن افسوس کہ اُن قائلین سے کوئی نہیں پوچھتا کہ اس کتربیوت کی کیا دلیل ہے -

بہرکیف جب روایات مشار الیہا پر کسی کا عمل نہیں ہے نہ سلف کا نہ خلف کا تو خاص امام طحاوی سے دلیل پوچھنے کی ضرورت نہیں -

اس کے علاوہ جوبات امام طحاوی رحؒ نے کہی ہے وہی بات سب کے نزدیک ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ روایت مشار الیہا سے جو استدلال کرنے کا حق ہے اس طرح پر استدلال نہیں کیا جاتا و اما قول القرطبی لم ینقل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کل واحدۃ من نسائہ باضحیۃ فاقول فی جوابہ وکذلک لم ینقل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کل واحدۃ من نسائہ ان یشترکن فی اضحیۃ واحدۃ شاۃ کانت او بقرۃ وکذلک لم ینقل انہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عنھن قط فی مدۃ عمرہ الا مرۃ واحدۃ فی حجۃ الوداع عن عائشۃ او عمن اعتمر من نسائہ بقرۃ فافھم - والسلام

الراقـــــــــــــــم

محمد علی ابوالمکارم

(از مئو ناتھ بھنجن اعظم گڈھ)

تاجران عالی ہمم و خریداران والا شیم

بر مخفی نہ رہے کہ ہمارے کتبخانہ مین جملہ علوم و فنون کی عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ ہندی۔ ناگری۔ کتابین۔ قرآن شریف سادہ مترجم حمائل شریف مُعرّا و مترجم اور کتب دینیات۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو کتب مدارس اسلامی و سرکاری مطبوعہ مصر بمبئی۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ آگرہ۔ پٹنہ۔ میرٹھ۔ بریلی۔ لاہور۔ دہلی وغیرہ وغیرہ۔ کتب مراثی۔ مولود۔ تصوف۔ طب۔ لغات۔ ہیأت ہندسہ۔ جبر و مقابلہ۔ ریاضی۔ تواریخ۔ سیر [illegible] نقشہ طبیعات۔ مناظرہ مباحثہ۔ قصص۔ دواوین۔ و کتب متفرقہ علما متقدمین و متاخرین و کتب متفرقہ نایاب زمانہ کا بڑا ذخیرہ فروخت کے لیے ہر وقت موجود رہتا ہے۔ تاجران کتب (بیوپاریون) کو جس رعایت سے اور متفرق خریدارون کو جسقدر کفایت سے مال روانہ کیا جاتا ہے اُس سے ہمارے معزز تاجر اور خریدار جنکو ایک مرتبہ بھی ہم سے مال طلب فرمانے کا اتفاق ہوا ہے اچھی طرح واقف ہین البتہ جن صاحبون کو اسوقت تک ہمارے کارخانہ سے مال طلب فرمانے کا اتفاق نہین ہوا اُنکی خدمت مین گزارش ہے کہ وہ ایکمرتبہ تھوڑا سا مال بطور نمونہ ہم سے منگا کر ہمارے قول کی تصدیق کرین۔ اور دیکھین کہ یہ کارخانہ اُن کے ساتھ کیسی خوش معاملگی اور کفایت و رعایت سے پیش آتا ہے۔ پس کہان ہین شائقین علوم و ناظرین کتب قدیمہ و جدیدۂ صحیحہ اور کدھر ہین تاجران (بیوپاریان) باوقار دیار و امصار تشریف لائین اور کل سیل کفایت کے ساتھ ہم سے طلب کر کے فائدہ اُٹھائین۔ تاجران کتب اور متفرق خریدارون کے ساتھ جو رعایتین کی جاتی ہین اور جس نرخ سے اُنکو مال روانہ کیا جاتا ہے اُس سے کم نرخ پر شاید ہندوستان کا کوئی تاجر مال نہ دے سکے گا۔ فہرست کارخانہ۔ ۱ر کا ٹکٹ آنے پر پیڈ والا بیرنگ روانہ کی جاتی ہے۔ کل معاملات بذریعہ تحریر یا زبانی طے ہو سکتے ہین صاحبان معاملہ کو چاہیے کہ اپنا نام مقام ڈاکخانہ۔ ریل اسٹیشن۔ خوشخط اور صاف تحریر فرمایا کرین

المشتہر

محمد فخر الدین تاجر کتب و مالک مطبع فخر المطالع۔ بلوچپورہ۔ لکھنؤ